صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي

نماز پڑھو جیسا کہ دیکھتے ہو کہ میں نماز پڑھتا ہوں (بخاری: ۶۳۱)

صلوٰۃ الرسول ﷺ

یعنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

مقدمہ

مفسر قرآن حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب

مظاہری الہ آبادی دامت برکاتہم

تالیف

ڈاکٹر مولانا حافظ سید محمد ضیاء الدین

ناشر

مکتبہ الاشرف ۔ الہ آباد

9i/2i آزاد نگر، کرامت کی چوکی، کریلی، الہ آباد

صَلّوا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِی اُصَلِّی (بخاری:۶۳۱)
نماز پڑھو جیسا کہ دیکھتے ہو کہ میں نماز پڑھتا ہوں

صلوٰۃ الرّسول ﷺ

یعنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

نماز

مقدمہ

مفسر قرآن حضرت مولانا **سید محمد غیاث الدین** صاحب دامت برکاتہم العالیہ

تالیف

ڈاکٹر مولانا حافظ سید محمد ضیاء الدین

بن مفسر قرآن مدظلہم العالی

ناشر

مکتبہ الاشرف۔ الہ آباد

9i/2i آزاد نگر، کرامت کی چوکی، کریلی، الہ آباد

تفصیلات

نام	:	صلوۃ الرسول ﷺ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز
نام مرتب	:	ڈاکٹر مولانا حافظ سید محمد ضیاء الدین بن مفسر قرآن حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم العالیہ
صفحات	:	۹۶
طباعت	:	۲۰۲۳ء
ناشر	:	مکتبہ الاشرف الہ آباد۔ 9i/2i آزاد نگر، کرامت کی چوکی، کریلی، الہ آباد 211016
		ISBN 81-92543-99-4
ملنے کے پتہ:		دار العلوم مرکز اسلامی 548-A/4 راجہ پور الہ آباد

قال عبداللہ بن مسعودؓ

اَلا أُخْبِرُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

ہیں کہ کیا میں تم کو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم

کی نماز نہ بتلاؤں؟

(نسائی، کتاب الافتتاح: ۱۰۲۷)

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	تقدیم از مفسر قرآن حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب دامت برکاتہم	۸
۱	اوقات نماز اور رکعات	۱۱
۲	فجر کا وقت اور رکعات	۱۱
۳	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل	۱۲
۴	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عمل	۱۳
۵	ظہر کا وقت اور اس کی رکعات	۱۳
۶	سردیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز جلدی پڑھتے تھے	۱۴
۷	ظہر کی پہلی چار رکعات سنت کی اہمیت	۱۵
۸	عصر کا وقت اور رکعات	۱۶
۹	مغرب کا وقت اور رکعتیں	۱۷
۱۰	عشاء کا وقت اور رکعتیں	۱۸
۱۱	وتر	۲۰
۱۲	وتر پڑھنا واجب ہے	۲۰
۱۳	وتر چھوٹ جائے، جب یاد آئے تب پڑھے	۲۱
۱۴	وتر کی نماز تین رکعات ہیں	۲۲
۱۵	دو رکعت پڑھ کر بغیر سلام پھیرے تیسری کے لئے کھڑا ہو	۲۲
۱۶	جن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے	۲۴
۱۷	فجر نماز کے بعد سنن ونوافل پڑھنا	۲۴
۱۸	زوال کے وقت نماز نہ پڑھنا	۲۵
۱۹	عصر کی نماز کے بعد سے دھوپ کے زرد ہونے تک	۲۵
۲۰	نوافل نہ پڑھنا	

۲۱	اذان	۲۷
۲۲	اذان کا معنیٰ	۲۷
۲۳	اذان کی تعریف	۲۷
۲۴	اذان کا حکم	۲۷
۲۵	اذان کی مشروعیت	۲۷
۲۶	اذان کا جواب دینا	۲۸
۲۷	اذان کے جواب دینے کا طریقہ	۲۹
۲۸	اذان کے بعد دعا کرنا	۲۹
۲۹	نماز	۳۱
۳۰	1 اقامت کی تعریف	۳۱
۳۱	اقامت کہنا	۳۱
۳۲	2 قیام	۳۲
۳۳	3 قیام میں دونوں پیر کا فاصلہ	۳۲
۳۴	4 صف سیدھی کرنا	۳۳
۳۵	5 مقتدی تکبیر میں کب کھڑا ہو؟	۳۴
۳۶	6 نیت	۳۵
۳۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زبان سے نیت نہیں کرتے تھے	۳۵
۳۸	7 تکبیر تحریمہ	۳۶
۳۹	8 تکبیر تحریمہ میں ہاتھ کہاں تک اٹھائے	۳۷
۴۰	9 تکبیرات انتقالی	۳۹
۴۱	10 ناف کے نیچے ہاتھ باندھے	۴۰
۴۲	11 دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑے	۴۱
۴۳	12 نظر کہاں رکھے	۴۲
۴۴	13 ثناء پڑھنے کا حکم	۴۳
۴۵	14 اعوذ باللہ پڑھنا	۴۴

۴۶	15 بسم اللہ پڑھنا	۴۵
۴۷	16 قراءت	۴۶
۴۸	17 امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا	۴۸
۴۹	18 مقتدی بالکل قراءت نہ کرے	۵۱
۵۰	19 امام کے ''غیر المغضوب علیہم ولا الضالین'' پر آہستہ ''آمین'' کہنا	۵۲
۵۱	20 سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ پڑھنا	۵۲
۵۲	21 ظہر اور عصر میں آہستہ قراءت کرنا	۵۳
۵۳	22 رفع یدین (ہر تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھانا)	۵۴
۵۴	23 رکوع	۵۷
۵۵	24 رکوع کی کیفیت	۵۸
۵۶	25 رکوع میں پیٹھ کو سیدھا رکھے	۵۹
۵۷	26 رکوع کی تسبیح	۵۹
۵۸	27 تسمیع وتحمید	۶۰
۵۹	28 امام کو رکوع میں پانے والا رکعت پانے والا ہے	۶۱
۶۰	29 سجدہ	۶۲
۶۱	30 سجدہ میں چہرہ کہاں رکھے؟	۶۲
۶۲	31 سجدہ میں کہنیوں کو نہ بچھائے	۶۳
۶۳	32 سجدہ کی تسبیح	۶۳
۶۴	33 اعضائے سجدہ	۶۴
۶۵	34 سجدہ میں ہاتھ رکھنے کی کیفیت	۶۴
۶۶	35 جلسہ	۶۵
۶۷	36 قیام	۶۶
۶۸	37 قعدہ (بیٹھنا)	۶۶
۶۹	38 قعدہ میں کیسے بیٹھے	۶۷
۷۰	39 تشہد	۶۹

۷۱	40 قعدہ میں تشہد کی انگلی کو حرکت دینا	۶۹
۷۲	41 تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا ہے ہلانا نہیں ہے	۷۰
۷۳	42 قیام	۷۱
۷۴	43 درود شریف	۷۱
۷۵	44 دعائے ماثورہ	۷۲
۷۶	45 سلام پھیرنے کا طریقہ	۷۳
۷۷	46 امام لوگوں (مقتدیوں) کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے	۷۴
۷۸	47 فرض نماز کے بعد دعا کرنا	۷۴
۷۹	48 فرض نمازوں کے بعد کتنی دیر دعا مانگے	۷۶
۸۰	49 سنت نماز کے بعد دعا کرنا	۷۷
۸۱	50 امام کا زور سے دعا کرنا	۷۷
۸۲	51 آہستہ دعا کرنا	۷۷
۸۳	52 دعا کے بعد ہاتھ چہرے پر پھیرنا	۷۸
۸۴	53 دعا کی فضیلت	۷۹
۸۵	**مرد اور عورت کی نماز کا فرق حدیث کی روشنی میں**	**۸۱**
۸۶	1 تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے میں فرق	۸۱
۸۷	2 مرد و عورت کے ہاتھ باندھنے میں فرق	۸۲
۸۸	3 مرد و عورت کے رکوع کرنے میں فرق	۸۲
۸۹	4 مرد و عورت کے سجدہ میں فرق	۸۲
۹۰	5 مرد و عورت کے بیٹھنے میں فرق	۸۴
۹۱	6 عورت کہاں نماز پڑھے	۸۵
۹۲	**تراویح کی نماز**	**۸۸**
۹۳	**نماز جنازہ**	**۹۱**
۹۴	مراجع:	۹۵

تقدیم

مفسر قرآن حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم العالیہ

بانی وناظم دارالعلوم مرکز اسلامی راجہ پور الہ آباد
وصدر فلاح العباد ٹرسٹ کریلی، الہ آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیش نظر رسالہ ''صلوۃ الرسول صلی اللہ علیہ علیہ وسلم'' میں نماز کے طریقہ کی تفصیل اس ترتیب کے ساتھ کی گئی ہے کہ نماز کے تمام ارکان واعمال کے بیان کے ساتھ حدیث شریف سے اس کی دلیل بھی لکھدی گئی ہے جس سے عام لوگوں کے ذہن میں جو یہ غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ احناف کے طریقہ نماز کا ثبوت حدیث میں نہیں ہے، اس کا ازالہ ہوسکے، چنانچہ ہر حدیث کا مستند حوالہ درج کیا گیا ہے۔

اگرچہ اس موضوع پر کئی کتابیں دستیاب ہیں اور اہل علم نے محققانہ خدمت انجام دی ہے اور موضوع کا حق ادا کردیا ہے، تاہم ایک ایسے مختصر رسالہ کی ضرورت شدت سے محسوس ہو رہی تھی جو عامۃ الناس کے فہم اور مزاج کے مطابق ہو اور جس میں تفصیلات سے بحث نہ کرکے سادہ انداز میں اختصار کے ساتھ دلائل پیش کئے گئے ہوں اور جو عامۃ الناس کی ضرورت کے لئے کافی ہوجائے، اور جن لوگوں کو مزید تحقیق درکار ہو تو ان کے لئے بحمدہ تعالیٰ نہایت کافی اور شافی تصنیفات موجود ہیں جن میں فضلائے اہل علم نے خوب خوب داد تحقیق دی ہے۔

ہر مسلمان کے لئے یہ امر لازم ہے کہ وہ تمام ائمہ مجتہدین، مقتدایان ملت اور فقہاء ومحدثین کے ساتھ حسن ظن ہی نہیں بلکہ حسنِ عقیدت اور محبت وعظمت کا تعلق رکھے، اگرچہ وہ ان کے مسلک اور فقہی آراء سے اختلاف رکھتا ہو۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ قیمہ ''رفع الملام عن الائمۃ الأعلام'' میں لکھتے ہیں:

'' و بعد،فیجب علی المسلمین بعد موالاۃ اللہ تعالیٰ ورسولہ موالاۃ المومنین کما نطق بہ القرآن ، خصوصاً العلماء الذین ہم ورثۃ الأنبیاء الذین

جعلهم الله بمنزلة النجوم، يهتدى بهم فى ظلمات البر والبحر ، و قد أجمع المسلمون على هدايتهم و درايتهم . اذ كل أمة قبل مبعث نبينا محمد صلى الله عليه وسلم فعلماؤ هاشرارها ، الا المسلمين فان علماء هم خيارهم ،فانهم خلفاء الرسول صلى الله عليه وسلم فى أمته ، والمحيون لما مات من سنته ، بهم قام الكتاب و به قاموا وبهم نطق الكتاب،وبه نطقوا. ''(مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ،ج:۲۰،ص:۲۳۱،۲۳۲)

(مسلمانوں پر واجب ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کے بعد اہل ایمان سے محبت کریں جیسا کہ قرآن ناطق ہے،خصوصاً علماء سے جو کہ انبیاء کے وارث ہیں،جن کو اللہ تعالیٰ نے بمنزلہ ستاروں کے بنایا ہے کہ بر و بحر کی اندھیریوں میں ان سے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے اور مسلمانوں کا ان کی ہدایت ودرایت پر اجماع اور اتفاق ہے اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہر امت کے علماء اس امت کے بدترین لوگ تھے مگر مسلمانوں کے علماء ان کے بہترین لوگ ہیں اس لئے کہ وہ امت میں رسول کے خلفاء اور جانشین ہیں اور آپ کی مردہ سنتوں کے زندہ کرنے والے ہیں، کتاب ان کے ساتھ قائم ہے اور وہ کتاب کے ساتھ قائم ہیں اور کتاب ان کے ساتھ ناطق ہے اور وہ کتاب کے ساتھ ناطق ہیں۔)

حقیقت یہ ہے کہ سارے ہی فقہائے مجتہدین اور ائمہ متبوعین کا امت پر احسان عظیم ہے اور وہ بالاتفاق سب ہی کے لئے واجب الاحترام ہیں اور ان سے محبت وعقیدت ان کی احسان شناسی کا حق اور لازمہ ہے،کوئی کسی کی بھی تقلید واتباع کرتا ہو، درحقیقت وہ اللہ اور اس کے رسول ہی کی اتباع کرتا ہے کیونکہ ان سب حضرات کا مطمحِ نظر منشأ شریعت ہی پر عمل ہے نہ کہ کچھ اور۔اس لئے ان حضرات سلف کے مسالک میں سے کسی مسلک میں اس حد تک جمود اختیار کرنا اور دوسرے پر اس طرح نقد وتبصرہ کرنا کہ وہ حق و باطل کی جنگ کی صورت اختیار کرلے، کسی بھی مسلک کے علمائے حق نے درست اور جائز نہیں قرار دیا ہے بلکہ اس کی سخت تردید اور مذمت کی ہے۔علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

''**و ليعلم أنه ليس أحد من الأئمة المقبولين عند الأمة قبولاً عاماًيتعمد مخالفة رسول الله صلى الله عليه وسلم فى شيئ من سنته ، دقيق و لا جليل . فانهم متفقون اتفاقاً يقينياً على وجوب اتباع الرسول ، و على أن كل أحد من الناس يؤخذ من قوله و يترك،الا رسول الله صلى الله عليه وسلم و لكن اذا وجد لواحد منهم قول ، قد جاء حديث صحيح بخلافه، فلا بدله من عذر فى تركه.**'' (ایضاً)۔

(معلوم ہونا چاہئے کہ ائمہ مقبولین میں سے کوئی ایک امام بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت کی بھی قصداً مخالفت نہیں کرتے خواہ چھوٹی سنت ہو یا بڑی۔ اس لئے کہ ان سب حضرات کا اس پر یقینی طور پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع واجب ہے اور آپ کے علاوہ کوئی بھی ہو، اس کی بعض باتیں قابل عمل ہوسکتی ہیں اور بعض باتیں لائق ترک ہوں گی۔ البتہ اگر ان حضرات میں سے کسی کا کوئی قول حدیث صحیح کے خلاف ہو تو ان کے نزدیک اس کا کوئی عذر ہوگا۔)

اس کے بعد حافظ ابن تیمیہؒ نے ان اعذار پر مفصل بحث کی ہے، من شاء فالیراجع الیہ۔

یہ حقیقت یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح فقہی مسائل اجتہادی ہیں اسی طرح احادیث پر صحت، حسن اور ضعف وغیرہ کا حکم بھی مجتہد فیہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث پر حکم لگانے میں ائمہ محدثین کے درمیان اختلافات پائے جاتے ہیں، کوئی ایک حدیث کو صحیح قرار دے کر حجت تسلیم کرتا ہے اور دوسرا اس کی تضعیف کر کے نا قابل احتجاج قرار دیتا ہے، پھر احادیث کی صحت وضعف وغیرہ کا مدار سلسلۂ رواۃ پر ہے، امام اعظم ابوحنیفہؒ امام بخاریؒ وغیرہ محدثین کے اساتذہ وشیوخ سے بھی مقدم ہیں، چنانچہ ان تک احادیث صحت کے ساتھ پہنچیں اور انھوں نے ان پر عمل کیا، یہ اصول مسلمات میں سے ہے کہ مجتہد کا کسی حدیث سے استدلال کرنا خود اس حدیث کے قابل استناد ہونے کی دلیل ہے۔ لہٰذا کسی حدیث کا صحاح ستہ وغیرہ میں نہ ہونا اس حدیث کے نا قابل احتجاج ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ یہ اصول پیش نظر نہ ہونے کی وجہ سے لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ چند مختصر معروضات بھی ذہن میں رکھی جائیں تو بہت سی گتھیاں سلجھ جائیں گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اس رسالہ کی تالیف پر ہم مؤلف سلمہ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور جن حضرات نے جس قدر بھی اس کی اشاعت میں حصہ لیا ہے مؤلف کے ساتھ ان کے لئے بھی بصمیم قلب دعا گو ہیں، حق تعالیٰ ان کو صحت وعافیت کی نعمت سے شاد کام فرمائیں اور علم وعمل نیز رزق وکاروبار وغیرہ میں خیر و برکت عطا فرمائیں اور تمام آفات و بلیات سے محفوظ رکھ کر دینی ودنیوی ترقیات سے مدام نوازتے رہیں۔ (آمین)

خاکسار احقر سید محمد غیاث الدین غفرلہ

۲۱ر رجب المرجب ۱۴۴۴ھ

۱۳ر فروری ۲۰۲۳م۔ دوشنبہ

اوقات نماز اور رکعات

فجر کا وقت اور رکعات:

وقت:

فجر کا وقت صبح صادق سے طلوع آفتاب تک رہتا ہے۔ فجر کی نماز کے وقت میں دو حصے ہوتے ہیں: ایک حصہ کو ''غلس'' کہتے ہیں دوسرے حصہ کو ''اِسفار'' کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر وبیشتر اِسفار میں نماز پڑھتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''عن رافع بن خدیج قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسفرُوا بِالْفَجر فَاِنّه أَعْظَم لِلأجْر'' (ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ما جاء في الاسفار بالفجر: ۱۵۴)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فجر کی نماز کو خوب روشنی ہونے پر پڑھو اس کا ثواب بہت زیادہ ہے۔

رکعات:

دو رکعت سنت　　　　دو رکعت فرض

حدیث شریف میں فجر کی سنتوں کی بڑی اہمیت آئی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: رَکعَتا الفَجرِ خَیرٌ من الدُّنیَا و مَا فِیهَا'' (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۴۴۶۹، ج ۲، تابع کتاب الصلاۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فجر کی دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''عن أبی هریرة قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : لا تَدَعُوهماو ان طردتکم الخیل'' (ابوداؤد، کتاب التطوع، باب رکعتی الفجر، باب فی تخفیفھما:۱۲۵۸)

فجر کی سنتیں نہ چھوڑو، اگر چہ تم کو (دشمن کے) گھوڑے روند ڈالیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''عن أبی هریرةرضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال:''اذا اقیمت الصلاة فلا صلاة الاالمکتوبة الارکعتي الصبح'' وفی روایة ''اِلاَّ فِی رکُعَتَي الفَجر'' (السنن الکبریٰ للبیہقی:۴۵۵۰۔ج:۲،تابع کتاب الصلاۃ)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نماز کھڑی ہو جائے تو صرف فرض نماز کے کوئی نماز نہ پڑھے سوائے صبح کی دو رکعتیں اور ایک روایت میں ہے کہ ''سوائے فجر کی دو رکعتیں''۔ (یعنی اگر کسی وجہ سے فجر کی سنت نہ پڑھ سکا ہو اور فجر کی نماز کھڑی ہوگئی ہو تو فجر کی سنت پڑھ لے پھر جماعت میں شامل ہو)

صحابہ کرام فجر کی سنت نہیں چھوڑتے تھے اور نماز فجر کی جماعت کھڑی ہو جانے کے باوجود بھی اگر کوئی صحابی کسی وجہ سے سنت فجر نہیں پڑھ سکا تو وہ ایک کنارے سنت پڑھ لیتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل:

''عن عبد الله بن أبی مو سی قال: جَاءَ نَا ابن مَسعُود و الْاِمَام یُصَلی الصُّبح فَصَلی رَکُعَتَیُن اِلی سَارِیَة وَلَمُ یَکن صَلّی رَکَعَتَی الُفَجر''

(مجمع الزوائد، ج۱، ص:۷۵)

حضرت عبداللہ بن اُبی موسیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری مسجد میں تشریف لائے تو امام فجر کی نماز پڑھا رہا تھا، آپ نے ایک ستون کے

قریب فجر کی سنتیں ادا فرمائیں کیونکہ وہ اس سے پہلے سنتیں نہیں پڑھ سکے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عمل

''عن أبی عثمان الأنصاری قال جاء عبد الله بن عباس رضی الله عنهما و الامام فی صلاة الغداة و لم یکن صلی الرکعتین فصلی عبد الله بن عباس الرکعتین خلف الامام ثم دخل معهم'' (آثار السنن، کتاب الصلاۃ، باب من قال یصلی سنۃ الفجر عند اشتغال الامام بالفریضۃ خارج المسجد أو فی ناحیۃ.....:۲۶۷۔ طحاوی: کتاب الصلاۃ، باب اداء سنۃ الفجر: ۲۰۴۰)

حضرت ابوعثمان انصاری کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لائے جب کہ امام فجر کی نماز پڑھا رہا تھا اور آپ نے دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں، تو پہلے انھوں نے دو رکعتیں پڑھیں پھر جماعت میں شامل ہو کر فجر کی نماز پڑھی۔

اگر سنت پڑھ کر جماعت میں شریک ہونا ممکن نہ ہو تو سنتیں چھوڑ دے اور جماعت میں شریک ہو جائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق سورج نکلنے کے بعد ان سنتوں کی قضا پڑھ لے۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من لم یصل رکعتی الفجر فلیصلهما بعد ما تطلع الشمس''

(ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی اعادتہا بعد طلوع الشمس: ۴۲۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے فجر کی دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں وہ سورج نکلنے کے بعد پڑھ لے۔

ظہر کا وقت اور اس کی رکعات:

وقت:

جب ہر چیز کا سایہ برابر ہو جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کا

وقت بتایا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گرمی کے موسم میں جب گرمی زیادہ ہوتو نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو۔

''عن أبی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال : أذن مؤذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الظھر فقال : أبرد ، أبرد، أو قال : انتظر انتظرو قال : شدۃ الحر من فیح جھنم فاذا اشتد الحر فأبردو ا عن الصلاۃ حتی رأینا فیئی التلول'' (بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب ابراد الظہر فی شدۃ الحر :۵۳۵: ۔مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر :۱۴۰۰(۶۱۶))

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مؤذن بارگاہ رسالت نے ظہر کی اذان دینا چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وقت کو ٹھنڈا ہونے دو، ٹھنڈا ہونے دو، یا فرمایا: مزید انتظار کرو، مزید انتظار کرو، چونکہ گرمی کی شدت جہنم کے اثرات سے ہے لہذا جب شدید گرمی ہوتو وقت ٹھنڈا ہونے پر نماز پڑھا کرو (اسی طرح ہم نماز کو مؤخر کرتے رہے) یہاں تک کہ ہم کو ٹیلوں کے سائے بھی نظر آنے لگے۔

سردیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز جلدی پڑھتے تھے۔

''عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی الظھر حین زالت الشمس'' (ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی تعجیل الظہر :۱۵۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب زوالِ آفتاب ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھی۔

''حدثنا خالد بن دینار أبو خلدۃ قال : سمعت أنس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان الحر أبرد با لصلاۃ و اذا کان البرد عجل'' (نسائی، کتاب المواقیت، باب تعجیل الظہر فی البرد:۵۰۰)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گرمی ہوتی تو نماز کو ٹھنڈا ہونے پر پڑھتے اور جب سردی ہوتی تو جلدی پڑھتے۔

رکعت:

چار سنت چار فرض دو سنت دو نفل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں (سنت) اور فجر سے پہلے دو رکعتیں (سنت) کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔

''عن عائشة رضی الله عنها: أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم كانَ لا يَدَعُ أَرْبَعاً قَبْلَ الظُّهْرِ وَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ '' (بخاری، کتاب التہجد، ابواب التطوع، باب الرکعتین قبل الظہر :۱۱۸۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔

''عن عنبسة بن أبی سفیان قال : سمعت اختی ام حبیبة زوج النبی صلی الله علیه وسلم تقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول :''من حافظ علی أربع رکعات قبل الظهر و أربع بعدها حرمه الله علی النار '' (ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی الرکعتین بعد الظہر، باب: منہ: ۴۲۸)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ جس نے ظہر سے پہلے کی چار رکعات اور ظہر کے بعد کی چار رکعات کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام کردیں گے۔

ظہر کی پہلی چار رکعات سنت کی اہمیت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظہر کی پہلی چار رکعات (سنت) اگر چھوٹ

جاتی تھی تو فرض نماز کے بعد اس کو پڑھتے تھے۔

''عن عائشة أن النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا لم یصل أربعاً قبل الظهر صلا هن بعدها'' (ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی الرکعتین بعد الظہر، باب: منہ:۴۲۶)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ اگر ظہر سے پہلے چار رکعات نہ پڑھ سکتے تو نماز کے بعد پڑھ لیتے۔

عصر کا وقت اور رکعات:

وقت:

جب ہر چیز کا سایہ (سایہ اصلی کے علاوہ) دوگنا ہو جائے تو عصر کا وقت ہو جاتا ہے اور غروب آفتاب تک رہتا ہے۔ لیکن اگر آفتاب بہت اونچا اور زرد ہو جائے تو اس وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

''...عن علی بن شیبان قال: قدمنا علی رسول الله صلی الله علیه وسلم المدینة فکان یؤخر العصر ما دامت الشمس بیضاء نقیة''

(ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب وقت العصر:۴۰۸)

حضرت علی بن شیبان کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ کا یہ معمول تھا کہ آپ عصر کی نماز کو مؤخر فرماتے جب تک کہ سورج روشن اور صاف رہتا۔

''...مولیٰ أم سلمة زوج النبی صلی الله علیه وسلم أنه سأل أباهریرةعن وقت الصلاة، فقال أبو هریرة: أنا أخبرک صل الظهر اذا کان ظلک مثلک، و العصر اذاکان ظلک مثلیک ...''

(موطا امام مالک، تحقیق: محمد مصطفیٰ الأعظمی، ط: مؤسسۃ زاید بن سلطان آل نہیان للأعمال الخیریۃ والانسانیۃ

ابوظبی۔الطبعۃ الاولیٰ ٢٠٠٤ء۔کتاب وقوت الصلاۃ:١٢ا ج:٢۔)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تیرا سایہ تیرے برابر ہو جائے تو ظہر کی نماز پڑھو اور سایہ دوگنا ہو جائے تو عصر کی نماز پڑھو۔

رکعات:

٤ سنتیں ٤ فرض

عصر کی نماز سے پہلے چار رکعات اور اگر وقت کم ہو تو دو رکعات سنت پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرماتے ہیں۔

''عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : رحم اللہ امرء أ صلی قبل العصر أربعاً'' (ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی الاربع قبل العصر:٤٣٠)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کریں جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتا ہے۔

مغرب کا وقت اور رکعتیں:

وقت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج غروب ہوتے ہی مغرب کی نماز ادا فرماتے تھے۔

''عن سلمۃ رضی اللہ عنہ قال : کنا نصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم المغرب اذا توارت بالحجاب'' (بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب وقت المغرب ٥٦١)

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سورج چھپتے ہی ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔

رکعات:

٣فرض دوسنتیں دونفل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت (سنت) پڑھنے کی ترغیب دی ہے اور فرمایا ہے:

"عن أم حبيبة (رضی الله عنها) قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مَن صلَّى في يوم وليلة ثِنْتَيْ عشْرَة ركعة بُنِيَ له بيتٌ فی الجنة: أربعاً قَبْل الظُّهر، و ركْعَتَيْن بعْدها، و ركْعَتَيْن بعد المَغْرِب، و ركْعَتَيْن بعْد العِشَاء، و ركْعَتَيْنِ قبل الفَجْر صَلاةَ الغَدَاةِ" (مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، فضل السنن الراتبۃ قبل الفرائض وبعدہن...:١٦٩٦ (٧٢٨) ۔ ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب من صلی ثنتی عشرۃ رکعۃ...:٤١٥ واللفظ لہ)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دن رات میں بارہ رکعتیں پڑھے گا اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا: ٤ ظہر سے پہلے اور ٢ ظہر کے بعد۔ دو مغرب کے بعد۔ دو عشاء کے بعد۔ دو فجر سے پہلے۔

عشاء کا وقت اور رکعتیں:

عشاء کا مستحب وقت ایک تہائی رات تک ہے، اس کے درمیان جتنا تاخیر سے پڑھ سکے وہی مسنون ہے۔

عن أبی هريرة .... ولأخرت العشاء الی ثلث الليل الأول ..."

(أخرجہ البخاری معلقا بصیغۃ الجزم قبل حدیث:١٩٣٤)

"عن أبی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو لا أن أشق على أمتی لأمرتهم أن يؤخروا العشاء الی ثلث الليل أو نصفه" (ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ما جاء تاخیر صلوۃ العشاء الآخرۃ:١٦٧)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا خدشہ نہ ہوتا تو میں انہیں ضرور حکم دیتا کہ نماز عشاء کو رات کے ایک تہائی یا نصف حصہ تک مؤخر کیا کریں۔

رکعات:

۴مستحب ۴فرض ۲سنتیں ۲نفل ۳وتر ۲نفل

''عن عائشة أم المومنين رضی الله عنها أنها سئلت عن صلاة رسول صلی الله علیه وسلم ؟ فقالت: كان يصلی با لناس العشاء ثم يرجع الی اهله فيصلی أربعا ثم يأوی الی فراشه ...'' (ابوداؤد، ابواب التطوع، باب فی صلاۃ اللیل:۱۳۴۸)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی بابت پوچھا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آپ لوگوں کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ کر گھر آتے اور چار رکعتیں پڑھ کر بستر پر آرام فرماتے۔

''عن ابن عباس يرفعه الی رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: من صلی أربع ركعات خلف العشاء الآخرة قرأ في الركعتين الأوليين قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُون و قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَد و قرأ في الركعتين الأخريين تَبَارَكَ الَّذِی بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلی كُلِّ شَيْئٍ قَدِيُر و الٓمّٓ تَنْزِيُل السجدة كتب له كأربع ركعات من ليلة القدر'' (بیہقی، کتاب الصلاۃ، باب من جعل بعد العشاء أربع رکعات أو أکثر:۵۴۰۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعا مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص چار رکعت عشاء کی نماز سے پہلے اس طرح چار رکعت پڑھے کہ پہلی دو رکعتوں میں ''قل یا ایہا الکافرون'' و ''قل ہو اللہ احد'' اور دوسری دو رکعتوں میں ''تبارک الذی بیدہ الملک وہو علی کل شیئ قدیر'' اور ''الٓمّٓ تنزیل السجدۃ'' پڑھے تو اس کی یہ چار رکعات شب قدر میں چار رکعات پڑھنے کے برابر لکھی جائیں گی۔

وتر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز تین رکعت پڑھا کرتے تھے۔

’’عن علی رضی الله عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یو تر بثلاث یقرأ فیهن بتسع سور من المفصل یقرء فی کل رکعة بثلاث سور آخرهن قل هوا لله احد‘‘ (ترمذی، ابواب الوتر، باب ماجاء فی الوتر بثلاث:٤٥٩)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھا کرتے تھے اور ان میں مفصل سے نو سورتیں پڑھتے، ہر رکعت میں تین سورتیں، جن میں آخری سورۃ ’’قل ہو اللہ احد‘‘ ہوتی تھی۔

’’عن أبی سلمة رضی الله عنه سألت عائشة رضی الله عنها صلاة رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت کان یصلی ثلاث عشرة رکعة یصلی ثمان رکعات، ثم یو تر، ثم یصلی رکعتین وهو جالس‘‘

(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل...:١٧٢٤(٧٣٨))

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی بابت پوچھا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آپ تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے پہلے آٹھ رکعت (تہجد) پڑھتے تھے، پھر (تین) وتر پڑھتے تھے، پھر دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

اس حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور اسکے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

وتر پڑھنا واجب ہے:

عشاء کی نماز کے بعد سے فجر تک وتر کی نماز پڑھنا ضروری ہے، جو نہیں پڑھے گا وہ گناہگار ہوگا:

''عن خارجة بن حذافة أنه قال خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ان الله أمركم بصلوة هي خير لكم من حمر النعم الوتر جعله الله لكم فيما بين صلاة العشاء الى أن يطلع الفجر'' (ترمذی، ابواب الوتر، باب ماجاء فی فضل الوتر: ۴۵۲)

حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک ایسی نماز کا حکم دیا ہے جو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اور یہ وتر ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو تمہارے لئے نماز عشاء اور طلوع فجر کے درمیان مقرر کیا ہے۔

''عن عبد الله بن بريدة عن أبيه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : الوتر حق فمن لم يو تر فليس منا ، الوتر حق فمن لم يو تر فليس منا ، الوتر حق فمن لم يو تر فليس منا'' (ابوداود، کتاب الوتر، باب فیمن لم یوتر)

حضرت بریدہ کے والد کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: وتر حق (واجب) ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

وتر چھوٹ جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس کی وتر چھوٹ جائے وہ یاد آنے پر پڑھ لے۔

''عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من نام عن وتره أو نسيه فليصله اذا ذكره''

(ابوداؤد، کتاب الوتر، باب في الدعاء بعد الوتر: ۱۴۳۱)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: جو شخص وتر پڑھے بغیر سو گیا یا بھول گیا تو جب یاد آئے ضرور پڑھے۔

حضرت ابو سعید ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''من نام عن وتره او نسيه فليصله اذا أصبح أو ذكر ه''(بیہقی، کتاب الصلاۃ، ابواب الوتر، باب من قال یصلیہ متی ذکرہ:۴۵۳۳)

جو شخص وتر پڑھے بغیر سو گیا یا بھول گیا تو جب صبح ہو یا جب یاد آئے پڑھ لے۔

وتر کی نماز تین رکعات ہیں:

''عن أبی سلمةبن عبد الرحمن انه سال عا ئشة رضی الله عنها كيف كانت صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فی رمضان ، قالت : ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزيد فی رمضان و لا فی غير ه علی احدی عشرة ركعة ، يصلی أربعاً فلا تسئل عن حسنهن و طو لهن ثم يصلی اربعاً فلا تسئل عن حسنهن و طو لهن ثم يصلی ثلاثاً... ''(بخاری، کتاب التہجد، باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان وغیرہ ۔ابوداؤد، کتاب التطوع، باب فی صلاۃ اللیل:۱۳۴۱)

حضرت ابوسلمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ آپؓ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعتیں پڑھتے، ان کے حسن اور لمبائی کی بابت کچھ نہ پوچھو، پھر چار رکعتیں پڑھتے تھے ان کے حسن ولمبائی کی بابت بھی کچھ نہ پوچھو، پھر تین رکعتیں وتر کی پڑھتے تھے۔

دو رکعت پڑھ کر بغیر سلام پھیرے تیسری کے لئے کھڑا ہو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے اور وتر کے درمیان میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔

''عن عائشة رضی الله عنها أ ن النبی صلی الله علیه وسلم کان یوتر بثلاث یعنی لا یفصل بینهن بسلام ''(الدرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ للامام الحافظ العسقلانی، سید عبداللہ ہاشم الیمانی المدنی، الجزء الأول۔ دار المعرفۃ، بیروت لبنان۔ باب صلاۃ الوتر، ومن الأدلۃ ص:۱۹۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے یعنی وتر کے دوران سلام نہیں پھیرتے تھے۔

''عن أبی بن کعب قال: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقرأ في الوتر بـ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلیٰ''و في الرکعة الثانیة بـ''قُلْ یَا اَیُّهَا الْکَافِرُوْن '' و في الثالثة بـ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد '' و لا یسلم الا في آخرهن ویقول یعنی بعد التسلیم : سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْس ثلاثاً''(نسائی، کتاب قیام اللیل وتطوع النہار، باب کیف الوتر:۱۷۰۲)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر (کی پہلی رکعت) میں ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلیٰ'' اور دوسری رکعت میں ''قُلْ یَا اَیُّهَا الْکَافِرُوْن'' اور تیسری میں ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد'' اور آخری رکعت ہی میں سلام پھیرتے تھے اور سلام پھیرنے کے بعد تین بار کہتے: سبحان الملک القدوس۔

''عن سعد بن هشام أن عائشة رضی الله عنها حدثته أن رسول الله صلی الله علیه وسلم کان لا یسلم فی رکعتی الوتر''(نسائی، کتاب قیام اللیل و تطوع النہار، باب کیف الوتر بثلاث:۱۶۹۹)

حضرت سعد بن ہشام کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

جن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے

فجر کی نماز کے بعد سنن ونوافل پڑھنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کے بعد سے سورج نکلنے تک نوافل پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔(فرض نماز کی قضا پڑھ سکتے ہیں)

”عن ابن عباس قال : شهد عندی رجال مر ضيون و أرضاهم عندی عمر أن النبی صلى الله عليه وسلم نهى الصلاة بعد الصبح حتى تشرق الشمس، و بعد العصر حتى تغرب“ (بخاری، کتاب المواقیت، باب الصلاۃ بعد الفجر حتی ترتفع الشمس:۵۸۱)

...نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ سورج نکل آئے اور عصر کی نماز کے بعد یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے۔

”عن أبی سعيد الخدری رضى الله عنه يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : لا صلاة بعد الصبح حتى ترتفع الشمس“

(بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، لاتحری الصلاۃ قبل غروب الشمس:۵۸۶))

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: صبح کی نماز کے بعد سورج کے بلند ہونے تک اور کوئی نماز نہیں ہے۔

”عن عمرو بن عبسة السُّلَمِی.... و فيه.... فقلت يا نبی الله أخبرنی عما علمک الله و اجهله أخبرنی عن الصلاة ؟ قال :صل صلاة الصبح ثم اقصر عن الصلاة حتى تطلع الشمس حتى تر تفع فانها تطلع حين تطلع بين قَرْنَي شَيْطانٍ و حينئذ يسجد لها الكفار ثم صل فان

الصــلاۃ مشھودۃ محضورۃ...'' (مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین (کتاب فضائل القرآن وما یتعلق بہ) باب الاوقات التی نہی عن الصلاۃ فیہا (باب اسلام عمرو بن عبسۃ): ۱۹۳۰ (۸۳۲))

حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسی چیز بتلایئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتائی ہو اور مجھے معلوم نہ ہو، خاص طور سے نماز کے بارے میں بتایئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صبح کی نماز پڑھ کر کوئی اور نماز پڑھنے سے رکے رہو یہاں تک کہ سورج طلوع ہو کر بلند ہو جائے چونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت (سورج پرست) کفار اسے سجدہ کرتے ہیں۔ جب سورج کچھ بلند ہو جائے تو پھر نماز پڑھو، کیونکہ (ہر) نماز بارگاہ الٰہی میں پیش کی جاتی ہے۔

زوال کے وقت نماز نہ پڑھنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ زوال کے وقت نماز نہ پڑھو۔

''...حتی یستقبل الظل با لرمح ثم اقصر عن الصلاۃ فان حینئذ تسجر جھنم فاذا أقبل الفئی فصل فان الصلاۃ مشھودۃ محضورۃ'' (مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین (کتاب فضائل القرآن وما یتعلق بہ) باب الاوقات التی نہی عن الصلاۃ فیہا (باب اسلام عمرو بن عبسۃ): ۱۹۳۰ (۸۳۲))

...البتہ جب نیزہ بے سایہ ہو جائے (زوال کے وقت) تو نماز نہ پڑھو کیونکہ یہ جہنم کے دہکانے کا وقت ہے۔ اور جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو پھر نماز پڑھو کیونکہ نماز اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔

عصر کی نماز کے بعد سے دھوپ کے زرد ہونے تک نوافل نہ پڑھنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کے بعد سے دھوپ کے زرد

ہونے تک نوافل پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور دھوپ زرد ہونے کے بعد سے غروب آفتاب تک نفل اور فرض دونوں پڑھنے سے منع کیا ہے۔

"... **حتی تصلی العصر ثم اقصر عن الصلاۃ حتی تغرب الشمس فانها تغرب بین قرنی شیطان و حینئذ یسجد لها الکفار** "(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین (کتاب فضائل القرآن وما یتعلق بہ) باب الاوقات التی نہی عن الصلاۃ فیہا (باب اسلام عمرو بن عبسۃ): ۱۹۳۰ (۸۳۲))

جب عصر کی نماز پڑھ چکو تو پھر دوسری نماز سے رک جاؤ یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت (سورج پرست) کفار سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔

"**عن ابن عباس قال : شهد عندی رجال مر ضیون و أرضاهم عندی عمر أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نهی الصلاۃ بعد الصبح حتی تشرق الشمس ، و بعد العصر حتی تغرب**"

(بخاری، کتاب المواقیت، باب الصلاۃ بعد الفجر حتی ترتفع الشمس: ۵۸۱)

... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ سورج نکل آئے اور عصر کی نماز کے بعد یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے۔

"**عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنه یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول : لا صلاۃ بعد الصبح حتی ترتفع الشمس ، و لا صلاۃ بعد العصر حتی تغیب الشمس**" (بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، لاتحری الصلاۃ قبل غروب الشمس: ۵۸۶)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: صبح کی نماز کے بعد سورج کے بلند ہونے تک اور کوئی نماز نہیں ہے۔ اور عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نماز نہیں ہے۔

اذان

اذان کے معنیٰ: لغت میں اذان کے معنی خبردار کرنا، اطلاع دینا، اعلان کرنا ہے۔

اذان کی تعریف:

شریعت کی اصطلاح میں ''اذان'' سے مراد وہ مخصوص کلمات ہیں جن کے ذریعہ لوگوں کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ دن میں پانچ مرتبہ فرض نمازوں کے لئے موذن یہ عمل انجام دیتا ہے۔

اذان کا حکم:

پانچوں فرض نمازوں اور جمعہ کی نماز کے لئے اذان دینا سنت مؤکدہ ہے۔ قرآن کریم میں اذان کا ذکر ان الفاظ میں آیا ہے: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: '' **وَ اِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ** ''(مائدہ:۵۸) اور جب تم نماز کے لئے پکارتے ہو۔

اذان کی مشروعیت:

مدینہ منورہ میں ۱ ھ میں جب نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے مسجد کی تعمیر ہوئی تو اس وقت یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ لوگوں کو اطلاع دینے کے لئے کوئی طریقہ اپنایا جائے جس سے لوگوں کو نماز کا وقت معلوم ہو جائے، چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں صحابہ کرام سے مشورہ لیا تو چند تجاویز سامنے آئیں:

۱ نماز کے وقت علامت کے طور پر کوئی خاص قسم کا جھنڈا بلند کیا جائے۔
۲ کسی اونچی جگہ پر آگ روشن کر دی جائے۔
۳ یہودیوں کی طرح سینگ بجائی جائے۔

۴ عیسائیوں کے طرز پر ناقوس بجایا جائے۔

لیکن یہ سب تجاویز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ آئیں، مسلمان اس بارے میں متفکر تھے کہ اسی رات حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ کسی نے انہیں اذان اور اقامت کے کلمات سکھائے ہیں، انھوں نے صبح ہوتے ہی رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا خواب بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند فرمایا اور خواب کو سچا قرار دیا (اور بھی بعض صحابہ کرام نے اس قسم کے خواب دیکھے تھے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن زید کو فرمایا کہ تم حضرت بلالؓ کو اذان کے یہ کلمات سکھلا دو، ان کی آواز بلند ہے اس لئے وہ ہر نماز کے لئے اسی طرح اذان دیا کریں، چنانچہ اسی وقت سے اذان کا یہ نظام قائم ہو گیا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے موذن بنے۔

اذان کا جواب دینا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم اذان سنو تو اس کو دہراتے رہو۔

حدیث شریف میں ہے:

عن أبی سعید الخدریؓ: أن رسول الله صلی الله علیه وسلم، قال: اذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما یقول المؤذن ’’(بخاری، کتاب الاذان، باب مایقول اذا سمع المنادی: ۶۱۱۔ صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب استحباب القول مثل ماقول المؤذن لمن سمعه...: ۸۴۸(۳۸۳))

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم اذان سنو تو مؤذن کے الفاظ دہراتے رہو۔ (یعنی جو مؤذن کہے وہی تم بھی کہو، اور ’’حی علی الصلوۃ‘‘ اور ’’حی علی الفلاح‘‘ کے جواب میں ’’لاحول

ولاقوۃ الا باللہ" کہو)

اذان سن کر جماعت کے لئے جانا واجب ہے اور زبان سے اذان کے کلمات کا جواب دینا مستحب ہے۔

اذان کے جواب دینے کا طریقہ:

صحیح مسلم میں عن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب عن ابیہ عن جدہ عمر بن الخطاب مروی ہے: قال :قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم : اذا قال المؤذن اَللّٰهُ أَكْبَر اَللّٰه أَكْبَر ، فقال أحدكم : اَللّٰه أَكْبَر اَللّٰه أَكْبَر ، ثم قال : أَشْهَدُ أَنْ لَآ اِلٰه اِلَّا اللّٰه ، قال : أَشْهَدُ أَن لّآ اِلٰه اِلَّا اللّٰه ، ثم قال أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه قال : أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه ، ثم قال : حَيَّ عَلَى الصَّلوة ، قال : لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِا للّٰه ، ثم قال: حَيَّ عَلَى الْفَلَاح ، قال :لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه، ثم قال : اَللّٰه أَكْبَر اَللّٰه أَكْبَر ، قال : اَللّٰه أَكْبَر اَللّٰه أَكْبَر ، ثم قال : لَآ اِلٰه اِلَّا اللّٰه ، قال: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه من قلبه دخل الجنة" (صحیح مسلم: کتاب الصلوۃ، باب استحباب القول مثل ما قول المؤذن لمن سمعہ...:۸۵۰(۳۸۵))

اذان کے بعد دعا کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کے بعد دعا پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔

حدیث شریف میں ہے: عن عبد الله بن عمرو بن العا ص : أنه سمع النبی صلی اللہ علیه وسلم یقول : " اذا سمعتم المؤذِّنَ فقولوا مثل ما یقول ، ثم صلُّوا عليَّ، فانه من صلّی عَلَيَّ صلاةً صلى الله عليه بها عشراً ، ثم سَلُوا اللہ لي الوسيلة،فانها منزلة فی الجنة لا تنبغی الا لِعَبْدٍ من عباد

الـلـه، و أرجوا أن أكون أنا هو ، فمن سَأَلَ لِيَ الوسيلة حلَّتْ عليه الشَّفَاعةُ ''

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب استحباب القول مثل ماقول المؤذن لمن سمعه ...: ۸۴۹(۳۸۴))

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جب مؤذن کی اذان سنو تو تم اسی طرح کہو جو مؤذن کہتا ہے پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو کوئی مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو کیونکہ وسیلہ دراصل جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ کو دیا جائے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں اور جو کوئی میرے لئے وسیلہ (مقام محمود) طلب کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔

صحیح بخاری میں ہے:

'' مـن قـال حيـن يسمع النداء :" اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ ، آتِ مُحَمَّداً نِ الْـوَسِيْـلَةَ وَ الْفَضِيْلَةَ ، وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوداً الَّذِيْ وَعَدْتَّه " حلت له شفاعتى يوم القيامة'' (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء: ۶۱۴، ۴۷۱۹)

جو شخص اذان سننے کے بعد یہ دعا پڑھے " اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ ، آتِ مُحَمَّداً نِ الْـوَسِيْـلَةَ وَ الْفَضِيْلَةَ ، وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوداً الَّذِيْ وَعَدْتَّه "، تو قیامت کے روز اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔

نماز

1 اقامت کی تعریف:

نماز سے قبل صف بندی کے لئے دی جانے والی اذان کو اقامت کہتے ہیں۔

اقامت کہنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان ہی کے الفاظ اقامت میں کہنے کا اور ''حَیَّ عَلَی الْفَلَاح'' کے بعد ''قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ'' دو مرتبہ کہنے کا حکم فرمایا۔

''عن عبد الله بن زيد قال : كان اذان رسول الله صلى الله عليه وسلم شفعاً شفعاً: في الاذان و الاقامة '' (ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء في أن الاقامۃ مثنی مثنی:۱۹۴)

حضرت عبداللہ بن زید فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اذان (کے کلمات) دو دو ہوتے تھے، اذان اور اقامت دونوں میں۔

حضرت بلالؓ موذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل یہی رہا ہے جیسا کہ مصنف عبدالرزاق میں ہے:

'' عن الأسود بن يزيد أن بلالاً ؓ كا ن يثنى الأذان و يثنى الاقامة''

(مصنف عبدالرزاق، کتاب الصلاۃ، باب بدء الاذان:۱۸۵۳۔ شرح معانی الآثار:۸۲۶)

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان و اقامت کے کلمات دو دو دفعہ کہا کرتے تھے۔

''عن الاسود عن بلال قال: كان أذانه و اقامته مر تين مر تين''

(مصنف عبدالرزاق، کتاب الصلاۃ، باب بدء الاذان:۱۸۵۴)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان و اقامت کے کلمات دو دو دفعہ ہوتے تھے۔

(2) قیام:

فرض نماز کھڑے ہوکر پڑھنا ضروری ہے اگر کوئی شخص کھڑا ہونے سے معذور ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت ہے اور اگر بیٹھنے کی ہمت نہ ہو تو لیٹ کر نماز پڑھے ایسی صورتوں میں سجدہ کے لئے رکوع سے زیادہ جھکے اور اگر ایسا بھی نہیں کرسکتا تو اس کے لئے نماز کا مؤخر کردینا جائز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کانت بي بواسیر فسالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الصلوۃ؟ فقال: صل قائماً فان لم تستطع فقاعداً فان لم تستطع فعلیٰ جنب'' (بخاری، کتاب التقصیر، باب اذالم یطق قاعداًعلی جنب: ۱۱۱۷)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھڑے ہوکر نماز پڑھو اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر ورنہ لیٹ کر، بہر حال نماز ادا کرو۔

(3) قیام میں دونوں پیر کا فاصلہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ دونوں پیروں کو ملا کر کھڑے ہوتے اور نہ بہت زیادہ پھیلا کر کھڑے ہوتے تھے، بلکہ معتدل فاصلہ رکھتے تھے۔

حالت قیام میں دونوں پیر کے فاصلہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے آثار منقول ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں پیروں کو ملا کر کھڑا ہونا سنت کے خلاف ہے، دونوں پیروں کے درمیان معتدل فاصلہ ہو، نہ بہت زیادہ اور نہ ہی بہت کم۔

''قال ابن جریج ، ولقد أخبرنی نا فع ، أن ابن عمر کان لا یفرشح بینهما ، و لا یمس أحدهما الأخری ،قال : بین ذلک''

مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلاۃ، باب التحریک في الصلاۃ: ۳۴۱۲، مرکز البحوث وتقنیۃ المعلومات۔ دار التاصیل: ج ۲، ص: ۵۴۴، الطبعۃ الثانیۃ ۲۰۱۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں پاؤں پھیلا کر نہیں کھڑے ہوتے تھے اور نہ ایک پاؤں کو دوسرے پیر سے چھوتے تھے بلکہ ان کو درمیانی حالت میں رکھتے تھے۔

4 صف سیدھی کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صف سیدھی کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

حدیث میں ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''أقيمت الصلاة فأقبل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم بوجهه فقال : أقيموا صفوفكم و تراصّوا ، فاني أراكم من وراء ظهرى''

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اقبال الامام علی الناس عند تسویۃ الصفوف: ۷۱۹)

نماز کیلئے اقامت ہونے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ ہماری طرف کیا اور فرمایا کہ اپنی صفیں سیدھی کرلو اور مل کر کھڑے ہو، میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

مسلم شریف میں نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسوى صفوفنا ، حتى كأنما يسوى بها القداح حتى رأى أنا قد عقلنا عنه ، ثم خرج يوماً فقام حتى كاد يكبر ، فرأى رجلاً بادياً صدره من الصف ، فقال : عباد الله ، لتسون صفوفكم أو ليخالفن الله بين وجوهكم''

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف واقامتہا وفضل الأول...: ۹۷۹(۴۳۶))

وہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو سیدھا اور برابر کرتے تھے جیسے آپ ان کے ذریعہ تیروں کو سیدھا کر رہے ہیں، یہاں تک کہ جب آپ کو یقین ہو گیا

کہ ہم نے آپ سے سیکھ لیا تو ایک دن آپ نکلے اور (نماز پڑھانے کی جگہ) کھڑے ہو گئے اور قریب تھا کہ تکبیر کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے بندو، تم لازمی طور پر اپنی صفوں کو سیدھا کرو ورنہ اللہ تمہارے چہروں کو ایک دوسرے کے خلاف کر دے گا۔

(5) مقتدی تکبیر میں کب کھڑا ہو؟:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلّی پر پہنچتے پہنچتے صفیں کھڑی ہو جاتی تھیں۔

''عن أبی هريرة أقيمت الصلوة فقمنا فعدلنا الصفوف قبل أن يخرج الينا رسول الله صلى الله عليه وسلم...'' (کتاب الصلاۃ، باب متی یقوم الناس للصلاۃ؟: ۱۳۶۷(۶۰۵))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نماز کھڑی ہو جاتی تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے پاس پہنچنے تک صفوں کو درست کر لیتے۔

''عن نعمان بن بشير قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسوی يعنی صفو فنا اذا قمنا للصلوة فاذا استوينا كبَّرَ''

(ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، تفریع ابواب الصفوف، باب تسویۃ الصفوف: ۶۶۵)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو درست فرماتے پھر جب ہم لوگ سیدھے ہو جاتے تو آپ تکبیر فرماتے۔

شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں:

''أن بلالاً كان يراقب خروج النبی صلى الله عليه وسلم فأول ما يراه يشرع فی الاقامة قبل أن يراه غالب الناس ، ثم اذا رأوه قاموا فلا يقوم

فی مقامه حتی تعتدل صفوفهم ،قلت : و يشهد له ما رواه عبد الرزاق عن ابن جريج عن ابن شهاب " أن الناس كانوا ساعة يقول المؤذن الله اكبر يقومون الى الصلاة،فلا يأتي النبي صلى الله عليه وسلم مقامه حتى تعتدل الصفوف "(فتح الباری، کتاب الاذان، باب متی یقوم الناس اذا رأوا الامام عند الاقامة؟، ج:۲،ص:۱۴۲، ط: صاحب السمو الملکی الأمیر سلطان بن عبدالعزیز آل سعود، تحقیق عبدالقادر شیبۃ الحمد۔ ۲۰۰۱ء۔ وج:۲،ص:۱۵۷، مطبوعہ دار السلام الریاض)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل نقل فرمایا ہے کہ حضرت بلال حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے انتظار میں رہتے تھے اور جیسے ہی (مسجد میں موجود) اکثر لوگوں سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف لاتے ہوئے دیکھتے اقامت شروع فرما دیتے تھے، پھر جب لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اپنے مصلی پر کھڑے نہ ہونے پاتے تھے کہ ساری صفیں درست ہو جایا کرتی تھیں۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس کی تائید مصنف عبدالرزاق کی اس روایت سے ہوتی ہے جس کو عبدالرزاق نے ابن جریج سے اور ابن جریج نے ابن شہاب زہری سے نقل کی ہے کہ صحابہ کرام موذن کے اللہ اکبر کہتے ہی نماز کے لئے کھڑے ہو جایا کرتے تھے، یہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلی پر پہنچنے سے پہلے ساری صفیں درست ہو جایا کرتی تھیں۔

6 نیت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زبان سے نیت نہیں کرتے تھے۔

نیت نماز کے لئے شرط ہے، نیت دل کے پکے ارادہ کو کہتے ہیں، نیت میں زبان کا اعتبار نہیں، مثلاً اگر دل میں ہے کہ ظہر کی نماز پڑھ رہا ہوں اور زبان سے عصر نکل گیا تو نماز ظہر کی ادا ہوگی۔ البتہ نماز پڑھنے سے پہلے متعین کرے کہ نماز فرض ہے یا سنت، باجماعت ہے یا انفرادی، کتنی رکعات ہیں، کون سی نماز ہے وغیرہ وغیرہ دل میں سوچ لینا کافی ہے، زبان سے کہنا ضروری نہیں۔

زادالمعاد میں حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''**كان صلى الله عليه وسلم اذا قام الى الصلاة قال :"الله أكبر" و لم يقل شيئاً قبلها و لاتلفظ بالنية البتة ، و لا قال : أصلى لله صلاة كذا مستقبل القبلة أربع ركعات اماماً أو مأموماً ، و لا قال : أداءً و لا قضاءً ، و لا فرض الوقت**'' (زادالمعاد في ہدي خیر العباد، تحقیق شعیب أرنؤوط، فصل في ہدیہ صلی اللہ علیہ وسلم في الصلاۃ، ج:۱ص:۱۹۴، ط: مؤسسۃ الرسالۃ، لبنان، الطبعۃ الثالثۃ ۱۹۹۸ء)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر تے اور اس سے پہلے کچھ بھی نہیں کہتے تھے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی زبان سے نیت نہیں کی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی زبان سے یہ نہیں کہا کہ میں فلاں نماز قبلہ رخ ہو کر چار رکعت بطور امام کے یا پیچھے اس امام کے، ادا کرتا ہوں اور نہ کبھی یہ کہا کہ میں نماز قضاء، فرضی یا نفلی ادا کرتا ہوں۔

(7) تکبیر تحریمہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کا ارشاد ہے نماز کی تحریم اللہ اکبر کہنا ہے، اس لئے تکبیر تحریمہ کہنا فرض ہے۔

نماز کی نیت کے بعد قیام کرتے وقت اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرتے ہیں، تکبیر کے بعد سے سلام پھیرنے تک نماز کے علاوہ تمام کام حرام ہو گئے اسی لئے اس کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں، تکبیر تحریمہ کہنا فرض ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''**مفتاح الصلوة الطهور و تحريمها التكبير و تحليلها التسليم...**''

(ترمذی، ابواب الصلوۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما جاء فی تحریم الصلۃ وتحلیلہا: ۲۳۸) نماز کی کنجی وضو ہے اس کی تحریم اللہ اکبر کہنا ہے اور اس کی تحلیل (اختتام) سلام پھیرنا ہے۔

(8) تکبیر تحریمہ میں ہاتھ کہاں تک اٹھائے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھاتے تھے۔

تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے ہاتھ بھی اٹھایا جائے، دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے کو کان کی لو تک اٹھانا یعنی اس کے مقابل کرنا سنت ہے، اور کبھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کندھوں تک بھی ہاتھ اٹھاتے تھے۔

پہلی حدیث:

عن مالک بن حویرث :"أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا كبر رفع يديه حتى يحاذى بهما اذنيه..."

(مسلم، کتاب الصلوۃ، باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین مع تکبیرۃ الاحرام...:۸۶۵(۳۹۱))

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ دونوں ہاتھ دونوں کانوں کے مقابل ہو جاتے۔

"عن سعيد بن سمعان قال: سمعت أبا هريرة يقول :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :اذاقام الى الصلوة رفع يديه مداً"

(ترمذی، ابواب الصلاۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء فی نشر الأصابع عند التکبیر :۲۴۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ہاتھوں کو اچھی طرح اٹھاتے۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے:

"عن قتاده أنه رأى نبى الله صلى الله عليه وسلم و قال حتى يحاذى بهما فروع اذنيه" (مسلم، کتاب الصلاۃ، استحباب رفع الیدین حذو المنکبین مع...:۸۶۶(۳۹۱))

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اللہ کے نبی کو دیکھا وہ ہاتھوں کو کانوں کی لوتک اٹھاتے تھے۔

''عن علقمة عن عبد الله قال : ألا أريكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم ير فع يديه الا مرة'' (مصنف ابن ابی شیبۃ، باب من کان یرفع في أول تکبیرۃ ثم لا یعود:۲۴۵۹)

حضرت علقمہ حضرت عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ کیا میں تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ دکھلاؤں؟ پھر انھوں نے اپنے ہاتھ صرف ایک بار اٹھایا۔

''عن عاصم بن كليب عن أبيه أن علياً كان ير فع يديه اذا افتتح الصلاة ، ثم لا يعود '' (مصنف ابن ابی شیبۃ، باب من کان یرفع في أول تکبیرۃ ثم لا یعود:۲۴۶۰)

حضرت عاصم بن کلیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دونوں ہاتھوں کو نماز شروع کرتے وقت اٹھاتے، پھر دوبارہ نہ اٹھاتے۔

دوسری حدیث: **''سالم بن عبد الله عن أبيه أنه قال : رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قام فى الصلاة رفع يديه حتى تكونا حذو منكبيه. . . ''** (بخاری، کتاب الأذان، باب رفع الیدین...:۷۳۶)

حضرت سالم بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ وہ دونوں مونڈھوں کے مقابل ہوجاتے۔

عن سالم عن أبيه قال:''رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلا ة رفع يديه حتى يحاذى منكبيه''

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین...:۸۶۱(۳۹۰))

حضرت سالم اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے

یہاں تک کہ وہ مونڈھوں کے مقابل ہو جاتے۔

کان کی لو تک والی حدیث پر عمل کرنے سے دونوں حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہے کیونکہ کندھے تو کان کے نیچے ہی ہوتے ہیں۔

(9) تکبیرات انتقالی:

تکبیرات انتقالی ان کو کہتے ہیں جو تکبیر ایک رکن سے دوسرے رکن میں منتقل ہوتے وقت کہی جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکن سے دوسرے رکن میں منتقل ہونے والی تکبیر کو اس طرح کرتے تھے کہ جانے کے وقت سے شروع فرماتے اور پہنچتے پہنچتے ختم فرما دیتے تھے۔

پھر قراءت سے فارغ ہو کر رکوع کے لئے جھکتے تکبیر کہتے۔

اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ملاحظہ فرمائیں:

''عبد الرحمن بن الحارث أنه سمع أبا هريرة يقول: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قام الى الصلاة يكبر حين يقوم، ثم يكبر حين يركع، ثم يقول سمع الله لمن حمده حين يرفع صلبه من الركعة، ثم يقول وهو قائم ربنا لک الحمد ، ثم يكبر حين يهوى ، ثم يكبر حين يرفع رأسه ، ثم يفعل ذلک فى الصلاة كلِّها حتى يقضيها ، و يكبر حين يقوم من الثنتين بعد الجلوس''

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب التکبیر اذا قام من السجود:۷۸۹۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب:۸۶۸(۳۹۲))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے، پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے تھے، پھر جب پیٹھ اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور حالت قیام ہی میں ربنا لک الحمد کہتے، پھر

جب دوسرے سجدہ کے لئے جھکتے تو تکبیر کہتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے ،اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پوری فرماتے تھے،قعدہ اولیٰ سے اٹھنے پر بھی تکبیر کہتے تھے۔

(10) ناف کے نیچے ہاتھ باندھے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا کرتے تھے۔

نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا سنت ہے ۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”عن أبی جحیفة أن علیاً رضی الله عنه قال: السنة وضع الکف علی الکف فی الصلاة تحت السرة“ (ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب وضع الیمنی علی الیسریٰ فی الصلاۃ:۷۵۶)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز میں سنت یہ ہے کہ ہتھیلی کو ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھا جائے۔

۳ عن ابی معشر **عن ابراھیم قال: یضع یمینه علی شماله فی الصلاة تحت السُرَّةِ** ”(مصنف ابن ابی شیبۃ، تحقیق: أبی محمد اسامۃ بت ابراہیم، کتاب الصلاۃ، باب وضع الیمین علی الشمال:۳۹۶۳،ج:۲،ص:۳۰۸۔ط:الفاروق الحدیثۃ للطباعۃ والنشر ،قاہرہ الطبعۃ الأولی ۲۰۰۸ء)

حضرت ابراہیم فرماتے ہیں کہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر ناف کے نیچے رکھے۔

”أخبرنا الحجاج بن حسان، قال : سمعت أبا مجلز أوسألته ، قال : قلت کیف (یصنع)؟ قال : یضع با طنَ کفِّ یمینه علی ظاهرِ کفِّ شماله و یجعَلُهَا أسفَلَ مِن السُّرَّةِ “(مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الصلاۃ، باب وضع الیمین علی الشمال:۳۹۶۶)

حضرت حجاج بن حسان کہتے ہیں کہ میں نے ابومجلز سے سنا، یا یہ فرمایا کہ میں نے

ان سے پوچھا۔ میں نے کہا: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کیسے (کرتے تھے)؟ انھوں نے فرمایا: اپنے دائیں ہتھیلی کے اندرونی حصہ کو بائیں ہتھیلی کے اوپری حصہ پر رکھتے اور اس کو ناف کے نیچے کرتے۔

۴ عن أبی جحیفة عن علیٍّ ، قال : من سنَّةِ الصَّلاةِ وضْعُ الأَیْدِي علی الأَیْدِي تحتَ السُّرَرِ'' (مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الصلاۃ، باب وضع الیمین علی الشمال: ۳۹۶۹)

حضرت ابو جحیفہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: نماز کی سنت میں سے یہ ہے کہ ہاتھوں کو ہاتھوں پر رکھے ناف کے نیچے۔

(11) دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑے:

اللہ اکبر کہہ کر داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر اس طرح رکھے کہ چھوٹی انگلی اور انگوٹھے پر حلقہ بنا کر گٹے کو پکڑے اور باقی تین انگلیاں بائیں کلائی پر رکھیں۔

ہاتھ باندھتے وقت اپنے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ پر اس طرح رکھے کہ چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا اپنے گٹے پر حلقہ بنالے، یہی مختار (پسندیدہ) قول ہے۔ اگر کسی نے صرف داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ لیا اور حلقہ نہیں بنایا تو یہ بھی درست ہے۔ پہلا طریقہ زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں دونوں حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہے۔

''عن عاصم بن کلیب قال فیه .... ثم وضع یدَهُ الیُمنی علی ظهر کفه الیسری و الرسغ والساعد ...'' (ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب رفع الیدین فی الصلوۃ: ۷۲۷)

حضرت عاصم بن کلیب فرماتے ہیں کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں ہاتھ کو اس طرح رکھا کہ وہ بائیں ہتھیلی کی پشت اور گٹے اور کلائی پر تھا۔

''عن قبیصة بن هلب عن أبیه قال: كان رسول الله صلی الله علیه وسلم یؤ منا فیأخذ شماله بیمینه'' (ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی وضع الیمین علی الشمال:۲۵۲)

حضرت قبیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھاتے وقت اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑا کرتے تھے۔

(12) نظر کہاں رکھے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ اپنی نگاہ سجدے کی جگہ پر رکھو۔

نماز میں قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ پر، رکوع کی حالت میں قدم پر، سجدے میں ناک پر اور بیٹھنے کی حالت میں دونوں رانوں پر نگاہ ہونی چاہئے۔

بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ کی روایت ہے:

''عن أنس أن النبی صلی الله علیه وسلم قال: یا أنس، اجعل بصرک حیث تسجد'' (بیہقی تحقیق عبدالقادر عطا، کتاب الصلاۃ، باب لا یجاوز بصرہ موضع سجودہ: ۳۵۴۵۔ط: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الثالثۃ ۲۰۰۳ء)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے انس، اپنی نگاہ سجدے کی جگہ پر رکھو۔

سنن کبریٰ للبیہقی میں ہے:

''عن عبد الله بن عو ن عن محمد قال: كان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا صلی رفع رأسه الی السماء تدور عیناه ینظر ها هنا وها هنا فأنزل الله عز و جل " قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤمِنُون اَلَّذِیْنَ هُمْ فِی صَلَا تِهِم خَاشِعُوْن'' فطأ فطأ ابن عون رأسه و نكس فی الأرض''

(بیہقی تحقیق عبدالقادر عطا، کتاب الصلاۃ، باب لا یجاوز بصرہ موضع سجودہ: ۳۵۳۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے اور آپ کی آنکھیں اِدھر اُدھر دیکھتی تھیں تو اللہ عزوجل نے قد افلح الآیۃ ۔ نازل فرمائی، پھر ابن عون (روای حدیث) نے اپنا سر جھکایا اور زمین کی طرف اوندھا لیا۔

''عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه أن رسول الله صلی الله عليه وسلم كان اذا صلی رفع بصره الی السماء فنزلت '' اَلَّذِيْنَ هُمْ فِی صَلاتِهِمْ خَاشِعُوْن'' فطأفطأراسه '' (بیہقی، کتاب الصلاۃ، باب لایجاوز بصرہ موضع سجودہ:۳۵۴۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے تو اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے تو یہ آیت نازل ہوئی: الذین ہم الآیۃ ۔اس کے بعد آپ نے اپنا سر جھکا لیا۔

13 ثناء پڑھنے کا حکم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو ثناء پڑھتے تھے۔

نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد قراءت سے پہلے امام، مقتدی اور منفرد سب کیلئے ثناء پڑھنا سنت ہے۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے:

''عن عائشة أن النبی صلی الله عليه وسلم كان اذا افتتح الصلاة قال :'' سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالیٰ جَدُّکَ وَ لَآ اِلٰهَ غَيْرُکَ '' (سنن ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیہا، باب افتتاح الصلاۃ:۸۰۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو ''**سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالیٰ جَدُّکَ وَ لَآ اِلٰهَ غَيْرُکَ**'' پڑھتے۔

(14) اعوذ باللہ پڑھنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قراءت شروع کرنے سے پہلے ”اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم“ پڑھتے۔

ثنا پڑھنے کے بعد تنہا نماز پڑھنے والا اور امام دونوں پست آواز سے اعوذ باللہ پڑھیں، مقتدی ثنا پڑھ کر خاموش ہو جائے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

”عن أبی سعید الخدری ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول قبل القراء ة : اَعُوْذُ بِا للّٰه مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم“

(مصنف عبدالرزاق، کتاب الصلاۃ، باب متی یستعیذ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قراءت سے پہلے ”اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم“ پڑھا کرتے تھے۔

”عن ابن جبير بن مطعم عن أبيه قال : رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين دخل فی الصلاة ، قال : اَللّٰهُ أَكْبَر كَبِيْراً، اَللّٰهُ أَكْبَر كَبِيْراً. ثلاثاً ،اَلْحَمْدُ لِلّٰه كَثِيْراً ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْراً . ثلاثاً . سُبْحَانَ اللّٰه بُكْرَةً وَّ اَصِيْلاً .ثلاث مرات . اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُو ذُبِکَ مِنَ الشَّيْطِنِ الرَّجِيْم مِنْ همْزِه وَ نَفْخِه وَ نَفثِه“

قال عمرو: ہمزہ الموتۃ، ونفثہ الشعر، ونفخہ الکبر۔

(ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلوات والسنۃ فیہا، باب الاستعاذۃ فی الصلاۃ: ۸۰۷)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھا جب وہ نماز میں داخل ہو رہے تھے، آپ نے فرمایا، ”اللہ اکبر کبیراً، اللہ اکبر کبیراً“ تین مرتبہ۔ ”الحمد للہ کثیراً، الحمد للہ کثیراً“ تین مرتبہ۔ ”سبحان

اللہ بکرۃ واصیلاً‘‘ تین مرتبہ۔اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے،اسکے خطرے سے اس کی پھونکوں سے اوراس کے وسوسہ سے۔

(15) بسم اللہ پڑھنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں قراءت سے پہلے ’’بسم اللہ الرحمٰن الرحیم‘‘ آہستہ پڑھا کرتے تھے۔

اعوذ باللہ کے بعد امام آہستہ سے بسم اللہ پڑھے اور مقتدی خاموش رہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

’’عن ابن عبـــاس قال : كان النبى صلى الله عليه وسلم يفتتح صلاته بـ بسم الله الرحمن الرحيم‘‘ (سنن الترمذی،ابواب الصلاۃ،باب من رأی الجہر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۲۴۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع فرمایا کرتے تھے۔

’’عن عبد الله رضى الله عنه أنه كان يخفى بسم الله الرحمن الرحيم والاستعاذة و ربنا لک الحمد‘‘ (مصنف ابن ابی شیبۃ،باب من کان لایجہر بسم اللہ:۴۱۶۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسم اللہ الرحمٰن ،اعوذ باللہ اور ربنا لک الحمد آہستہ پڑھتے تھے۔

’’عن أنس رضى الله عنه قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم و أبى بكر وعمر و عثمان فلم أسمع احدا منهم يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم‘‘ (مسلم،کتاب الصلاۃ،باب حجۃ من قال لایجہر بالبسملۃ:۸۹۰(۳۹۹))

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے میں نے ان میں سے کسی سے بھی نہیں سنا کہ وہ بسم اللہ الرحمٰن

الرحیم پڑھتے ہوں۔ (یعنی زور سے آواز کے ساتھ پڑھتے ہوئے نہیں سنا)

16 قراءت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ کچھ آیات یا سورتیں ملا کر پڑھتے تھے۔

"عن ابی سعید قال : أمرنا أن نقرأ بفاتحة الكتاب و ما تيسر"

(ابوداود، کتاب الصلاۃ، باب من ترک القراءۃ فی صلاتہ بفاتحۃ الکتاب:۸۱۸)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ سورۂ فاتحہ اور (اس کے ساتھ) جو آسان ہو (سورت یا آیت پڑھیں)۔

منفرد یعنی اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھے۔

صحیح مسلم میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"عن عبادة بن الصامت رضى الله تعالىٰ عنه يبلغ به النبى صلى الله عليه وسلم لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب" (صحیح مسلم: وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ۔ ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء أنہ لا صلاۃ الا بفاتحۃ الکتاب: ۲۴۷)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

امام بخاری کے استاذ امام احمدؒ نے اس حدیث کو تنہا نماز پڑھنے والے پر محمول کیا ہے چنانچہ امام ترمذی نے اس کو اپنی سنن ترمذی میں نقل کیا ہے:

"معنى قول النبى صلى الله عليه وسلم لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب اذا كان وحده و احتج بحديث جابر حيث قال من صلى

رکعة لم یقرء فیها بأم القرآن فلم یصل الا أن یکون وراء الامام، قال احمد (بن حنبل)فهذا رجل من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم تأول قول النبی صلی الله علیه وسلم "لا صلوۃلمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب "أن هذا کان وحده"

(ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی ترک القراءۃ خلف الامام...:۳۱۲)

لاصلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہوتو سورۂ فاتحہ پڑھے بغیر اس کی نماز نہیں ہوگی، اس کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ جس نے ایک رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوگی مگر یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔امام بخاریؒ کے استاذ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کا مطلب وہ ہے جو ایک جلیل القدر صحابی نے سمجھا کہ لاصلوۃ لمن یقرأ والی حدیث تنہا نماز پڑھنے والے کے بارے میں ہے۔

اورانہی سے مروی ہے:

"عن عباده بن الصامت یبلغ به النبی صلی الله علیه وسلم قال : لا صلاة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب فصاعدا. قال سفیان : لمن یصلی وحده" (سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب من ترک القراءۃ فی صلاتہ:۸۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشادفرماتے ہیں کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جوسورۂ فاتحہ اوراس کے ساتھ مزید کچھ(سورت یا آیات)نہ پڑھے۔حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس شخص کے لئے ہے جو اکیلا نماز پڑھ رہا ہو۔

"عن أبی نعیم وهب بن کیسان : أنه سمع جا بر بن عبد الله یقول : من صلی رکعة لم یقرأ فیها بأم القرآ ن فلم یصل الا أن یکون وراء الامام" (ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی ترک القراءۃ خلف الامام اذا جہرالامام بالقراءۃ:۳۱۳)

حضرت ابونُعیم وہب بن کیسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ جس شخص نے کوئی ایسی رکعت پڑھی جس میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس نے نماز نہیں پڑھی مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔

امام فجر، مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ بلند آواز سے پڑھے اور ظہر و عصر کی نماز میں آہستہ۔

(17) امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے پیچھے قراءت کرنے سے منع فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا کہ جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآن فَاسْتَمِعُوْا لَه وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُم تُرْحَمُوْن '' (القرآن، اعراف: ۲۰۴) جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

مفسرین قرآن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عباس رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے یہ منقول ہے کہ اس آیت کا نزول نماز کے متعلق ہوا ہے اور اس بات پر اجماع ہے کہ: ''انھا نزلت فی القراء ۃ خلف الامام فی الصلوۃ '' یہ آیت نماز میں امام کے پیچھے قراءت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (اوجز المسالک: ۱/۲۴۶، افتتاح الصلوۃ، باب القراءۃ خلف الامام، مطبع یحیویہ سہارنپور)

تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی اس کی تصریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: عن مجاهد قال : قرأ رجل من الأنصار خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الصلوة ، فنزلت و اذا قرئ القرآن الآية'' (روح المعانی: ۹/۱۵۰، مطبع امدادیہ ملتان)

مفسر کبیر علامہ رازی لکھتے ہیں: ''الأية نزلت فی ترک الجهر بالقراء ۃ

وراء الامام''(مفاتیح الغیب للرازی:۱۵/۸۳)مطبع بیروت)

مشہور ومعروف مفسر امام ابوبکر جصاص اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

'' دلت الأية على النهى عن القراء ة خلف الامام فيما يجهر به ، فهى دالة على النهى فيما يخفى ، لأنه اوجب الاستماع و الانصات عند قراء ة القر آن و لم يشترط فيه حال الجهر من الاخفاء فاذا جهر فعلينا الاستماع و الانصات و اذا خفى فعلينا الانصات بحكم اللفظ لعلمنا بأنه قارئ للقر آن''(احکام القرآن، ج:۳،ص:۳۹)

یہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ جس طرح جہری نمازوں میں مقتدی کو امام کے ساتھ پڑھنے سے روکا گیا ہے اس طرح سرّی نمازوں میں بھی امام کے ساتھ پڑھنے سے روکا گیا ہے، چونکہ تلاوت قرآن کے وقت اس کو سننا اور خاموش رنا ضروری ہے اس میں جہری نماز کی کوئی تخصیص نہیں الغرض جب امام بلند آواز سے پڑھ رہا ہو تو ہم پر اس کا سننا اور خاموش رہنا ضروری ہے اور جب وہ آہستہ پڑھ رہا ہو تو خاموش رہنا۔ ہر حال میں ضروری ہے کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ امام قرآن پڑھ رہا ہے۔

احادیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتدیوں کو (امام کے پیچھے) قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور خاموش رہنے کی ہدایت دی ہے۔

صحیح مسلم میں ہے:

''قال النبى صلى الله عليه وسلم : اذا صليتم فأقيموا صفو فكم ، ثم ليَؤُمّكم أحدكم فاذا كبر فكبر وا، واذا قال : غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ، فقولوا :آمين ،يجبكم الله " و فى حديث جرير عن سليمان عن قتادة من الزيادة : "واذا قرأفانصتوا''(مسلم، کتاب الصلاۃ، باب التشہد فی الصلوۃ:۹۰۴(۴۰۴)۔۹۰۵(۴۰۴))

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنی صفوں

کو درست کرلو، پھر تم میں سے کوئی امامت کرے، جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ ''غیر المغضوب علیہم ولا الضالین'' کہے تو تم آمین ہو اور قتادہ سے یہ زیادتی بھی مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب (امام) قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔

''عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : انما جُعِلَ الامام ليؤتم به فاذا كبر فكبروا، واذا قرأ فأنصتوا'' (ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیہا، باب اذا قرأ الامام فأنصتوا: ۸۴۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ امام بنایا گیا ہے تاکہ اس کی اقتداء کی جائے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔

''عن ابی موسی الاشعری قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "اذا قرأ الامام فأنصتوا...'' (ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیہا، باب اذا قرأ الامام فأنصتوا: ۸۴۷)

حضرت ابی موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب امام قراءت کرے تو خاموش رہو۔

عن جابر قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من كان له الامام فقراءة الامام له قراءة'' (ابن ماجہ، باب اذا قرأ الامام فأنصتوا: ۸۵۰۔)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے لئے امام ہو تو امام کی قراءت ہی اس کی بھی قراءت ہے۔ (یعنی اس کو علیحدہ قراءت کرنے کی ضرورت نہیں)

عن أبی موسیٰ قال : علمنا رسول الله صلى الله عليه وسلم : اذا قمتم الى الصلوة فليؤمكم أحدكم و اذا قرأ الامام فأنصتوا'' (مسند احمد، تحقیق ارنؤوط: ۱۹۷۲۳)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے سکھایا ہے کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ تو تم میں کوئی نماز پڑھائے اور جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔

(18) مقتدی بالکل قراءت نہ کرے:

کسی نماز میں بھی مقتدی کو امام کے ساتھ قراءت نہیں کرنی چاہئے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ امام کے ساتھ ساتھ قراءت کرنی چاہئے کہ نہیں؟ تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"**لا قراء ۃ مع الامام في شيئی**" (صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب سجود التلاوۃ:۱۲۹۸(۵۷۷))

یعنی امام کے ساتھ کسی چیز میں قراءت نہیں ہے۔

"**عن عبد الله بن أبی لیلیٰ ، قال : سمعت علیاً یقول : من قرأ خلف الامام فقد أخطأ الفطرۃ**" (مصنف عبدالرزاق، کتاب الصلاۃ، باب قراءۃ خلف الامام:۲۸۰۹)

حضرت عبداللہ بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ جس نے امام کے پیچھے قراءت کی تو اس نے فطرت کے خلاف کیا۔

"**عن عبد الرحمن بن أبی لیلیٰ ، أن علیاً کان ینهی عن القراء ۃ خلف الامام**" (مصنف عبدالرزاق، کتاب الصلاۃ، باب قراءۃ خلف الامام:۲۸۹۵) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ امام کے پیچھے قراءت کرنے سے روکتے تھے۔

"**عن زید بن ثابت قال : من قر أ مع الامام فلا صلاۃ له**" (مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلاۃ، باب قراءۃ خلف الامام:۲۸۹۱) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے امام کے ساتھ قراءت کی اس کی نماز نہیں ہوئی۔

"**أخبرنی موسیٰ بن عقبة أن رسول الله صلی الله علیه وسلم ،**

وأبا بكر ، و عمر ، و عثمان ، كانوا ينهون عن القراءة خلف الامام''

(مصنف عبدالرزاق، کتاب الصلاۃ، باب قراءۃ خلف الامام:۲۸۰۳)

حضرت عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ مجھ کو موسیٰ بن عقبہ نے بتلایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین میں سے حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین امام کے پیچھے قراءت کرنے سے منع فرماتے تھے۔

(19) امام کے ''غیر المغضوب علیہم ولا الضالین'' پر آہستہ ''آمین'' کہنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''ولا الضالین'' کہنے پر آہستہ آمین کہتے۔

امام کے ''ولا الضالین'' کہنے پر زور سے ''آمین'' کہنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیماً (یعنی لوگوں کو سکھانے کیلئے تھا) جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آہستہ آمین کہتے، حدیث میں ہے:

''عن علقمة بن وائل عن أبيه أن النبي صلى الله عليه وسلم قرأ ''غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ'' فقال آمين و خفض بها صوته''

(ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی التأمین: ۲۴۸) علقمہؓ بن وائلؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا تو آمین آہستہ آواز سے کہی۔

آمین ایک دعا ہے جیسا کہ بخاری میں ہے ''**آمین دعاء**'' (بخاری، کتاب الاذان، باب جہر الامام بالتأمین) جس کے معنی ہیں: اے اللہ تو قبول فرما۔ اور دعا آہستہ کی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''**اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّ خُفْيَةً**'' (اعراف:۵۵) پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے۔ **اس لئے آمین آہستہ کہنا چاہئے۔**

(20) سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھنا:

سورۂ فاتحہ کے بعد امام اور منفرد کوئی سورۃ یا ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی

آیات پڑھیں۔ظہر،عصر عشاء اور مغرب کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورت ملائیں،آخری رکعات میں صرف سورہ فاتحہ پڑھیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی پڑھتے تھے۔ حدیث میں ہے:

"عـن أبـــي قتادة عن أبيه أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقرأ في الظهر في الأوليين بأم الكتاب و سورتين و في الركعتين الأخريين بأم الكتاب ،و يسـمعنا الأية، و يُطَوِّلُ في الركعة الأولىٰ مالا يُطيل في الركعة الثانية و هكذا في العصر و هكذا في الصبح" (بخاری،کتاب الاذان،باب مایقرأفی الاخریین بفاتحۃ الکتاب:۷۷٦)

حضرت ابوقتادہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ دو سورتیں اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور کبھی کبھار ہمیں آیت سنا دیتے تھے اور پہلی رکعت کو دوسری رکعت سے لمبی ادا کرتے تھے،عصر اور صبح میں بھی ایسا ہی کرتے۔

(21) ظہر اور عصر میں آہستہ قراءت کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں آہستہ قراءت کرتے تھے۔

"عن ابي معمر قال: قلنا للخباب بن الأرَت ، أكان النبي صلى الله عليه وسلم يقرء في الظهر و العصر؟قال نعم،قال قلت بأي شئي كنتم تعلمون قراء ته ؟ قال باضطراب لحيته" (بخاری،کتاب الاذان،باب القراءۃ فی العصر:٧٦١-٧٤٦)

حضرت ابومعمر نے حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر،عصر میں قراءت کرتے تھے؟ فرمایا: ہاں۔ابومعمر نے عرض کیا آپ کو کیسے معلوم ہوتا تھا؟ فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کے ہلنے سے معلوم ہو جاتا کہ آپ پڑھ رہے ہیں۔

(22) رفع یدین (ہر تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھانا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ کسی اور تکبیر میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے اور قراءت سے فارغ ہو کر سیدھا رکوع میں چلے جاتے تھے۔

رفع یدین کا معنی ہے ''دونوں ہاتھوں کو اٹھانا'' اور اس سے مراد نماز کی حالت میں تکبیر کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لَو تک اٹھانا ہے۔

وتر اور عیدین کی نماز کے علاوہ تمام نمازوں میں صرف تکبیر تحریمہ کہتے وقت ہی رفع یدین کرنا مسنون ہے، اور یہ مسئلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانہ سے مختلف فیہ رہا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بعض صحابہ کرام رفع یدین کرتے تھے اور بعض نہیں کرتے تھے اور رفع یدین نہ کرنا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل ہے۔

تکبیر تحریمہ کے علاوہ دوسرے مقامات میں رفع یدین نہ کرنے کی احادیث:

سنن ابوداؤد، مسند ابویعلیٰ، طحاوی میں حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''عن عبد الرحمٰن بن أبی لیلیٰ عن البراء قال : رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم رفع یدیه حین استقبل الصلاة ، حتی رأیت ابهامیه قریباً من أذنیه ثم لم یرفعهما'' (مسند أبی یعلی الموصلی:۱۶۹۲، تحقیق: حسین سلیم اسد، مسند البراء بن عازب، ج:۳ص:۲۴۸۔ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع:۷۴۹۔ تھوڑے الفاظ کے فرق کے ساتھ)۔)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ دونوں ہاتھوں کو اٹھایا جس وقت نماز شروع فرمائی تھی، حتی کہ میں نے دیکھا کہ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کو دونوں کانوں کے قریب پہنچایا، اس کے بعد پھر اخیر نماز تک دونوں ہاتھوں کو نہیں اٹھایا۔

''عن البراء أن النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا افتتح الصلاة ،

رفـع يـديه ثم لا ير فع حتى ينصرف ''(مسند ابویعلی،تحقیق:حسین سلیم اسد،مسند البراء بن عازب:۱۶۸۹۔ج:۳۔دارالثقافۃ العربیۃ،بیروت،الطبعۃ الثالثۃ ۱۹۹۲ء)

مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

''عـن عـلـقـمة عـن عبد الله بن مسعود عن النبى صلى الله عليه وسـلـم أنـه كان ير فع يديه في أول تكبيرة ثم لا يعود'' (شرح معانی الآثار للطحاوی، کتاب الصلاۃ،باب التکبیر:۱۳۴۹،ج:۱،ص:۲۲۴۔ط:الدار،الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۹۴ء)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صرف شروع تکبیر میں دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے، پھر اس کے بعد اخیر نماز تک نہیں اٹھاتے تھے۔

حضرت مغیرہؒ سے مروی ہے:

''عـن الـمغيرة قال : قلت لابراهيم : حديث وائل أنه رأى النبى صلى الله عليه وسلم يرفع يديه اذا افتتح الصلاة واذا ركع و اذا رفع رأسه من الركوع فقال : ان كان وائل رآه مرةً يفعل ذلک فقد رآه عبد الله خمسين مرة لا يفعل ذلک''

(شرح معانی الآثار للطحاوی،کتاب الصلاۃ،باب التکبیر:۱۳۵۱،ج:۱،ص:۲۲۴۔ط:)

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ابراہیم نخعی سے حضرت وائل بن حجر کی حدیث ذکر فرمائی کہ حضرت وائل بن حجر سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے جب نماز شروع فرماتے اور جب رکوع میں جاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔تو اس پر حضرت ابراہیم نخعیؒ نے مغیرہ سے کہا کہ اگر وائل بن حجرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ رفع یدین کرتے ہوئے ایک مرتبہ دیکھا ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پچاس مرتبہ رفع یدین نہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ کے رہنے والے نہیں تھے بلکہ اسلام قبول کرنے کے بعد چند دن مدینہ میں رہ کر اسلامی تعلیمات سیکھنے کے بعد چلے گئے تھے جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر اور حضر میں رہنے والے نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص بھی تھے اور بہت سے صحابہ کرام ان سے تعلیمات اسلامی حاصل کرتے تھے۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''عن جابر بن سمرہ قال : خرج علينا رسول الله صلى الله على وسلم فقال : مالى أراكم رافعى أيديكم كأنها أذناب خيل شُمس ؟ اسكنوا في الصلاة ...'' (صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب الأمر بالسکون في الصلاۃ والنہی عن الاشارۃ بالید...:۹۶۸(۴۳۰))

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف تشریف لاکر فرمایا: مجھے کیا ہوگیا کہ میں تم لوگوں کو نماز کے اندر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے دیکھتا ہوں ایسا لگتا ہے جیسا کہ بے چینی میں گھوڑے اپنی دم کو اوپر اٹھا اٹھا کر ہلاتے ہیں، تم نماز کے اندر ایسا ہرگز مت کیا کرو، نماز میں سکون اختیار کرو۔

'' عن علقمة قال : قال عبد الله بن مسعودؓ : ألا أصلى بكم صلاة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ، فصلى فلم يرفع يديه الا في أول مرة''

(سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع:۷۴۸۔ جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یرفع الافي أول مرۃ:۲۵۷۔ سنن نسائی، کتاب التطبیق، باب الرخصۃ في ترک ذلک:۱۰۵۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ کیا میں تم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھا کر نہ دکھاؤں، یہ کہہ کر نماز پڑھائی اور اپنے دونوں ہاتھوں کو صرف اول تکبیر میں اٹھایا (پھر پوری نماز میں نہیں اٹھایا)۔

''عن علقمة عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه قال : صليت

خلف النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم و أبی بکر و عمر لم یرفعوا أیدیهم الا عند افتتاح الصلاة'' (بیہقی، کتاب الصلاۃ، باب من لم یذکر الرفع الا عند الافتتاح: ۲۵۳۴)

حضرت علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن مسعودؓ نے فرمایا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اور حضرت ابوبکر وعمر کے پیچھے نماز پڑھی ہے ان میں سے کسی نے اپنے ہاتھوں کو تکبیر تحریمہ کے علاوہ کسی اور تکبیر میں نہیں اٹھایا۔

اور بیہقی میں یہی روایت اس طرح ہے:

''عن عاصم بن کلیب عن أبیه عن علی رضی الله عنه أنه کان یرفع یدیه فی التکبیرة الأولیٰ من الصلوة ثم لا یرفع فی شیئی منها'' (بیہقی، کتاب الصلاۃ، باب من لم یذکر الرفع الا عند الافتتاح: ۲۵۳۴)

حضرت عاصم بن کلیب اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے اور اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اس لئے تکبیر تحریمہ کے علاوہ اور مقامات میں رفع یدین نہ کرنا افضل ہے، یہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل رہا ہے اور اسی پر اکثر بڑے بڑے صحابہ کرام عمل کرتے رہے۔

(23) رکوع:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قراءت سے فارغ ہوتے تو ''اللہ اکبر'' کہتے ہوئے رکوع میں چلا جاتے، کمر اور سر کو برابر رکھتے، ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے، کہنیوں کو جسم سے نہ ملاتے اور اطمینان سے رکوع فرماتے:

حضرت سالم البرّاد کہتے ہیں کہ ہم عقبہ بن عامر انصاری اور حضرت ابومسعود

انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت بتائیں؟

''فقام بينا في المسجد فكبر فلما ركع وضع يديه علىٰ ركبتيه و جعل أصابعه أسفل من ذٰلك و جافىٰ بين مرفقيه حتى استقر كل شيئى منه ثم قال سمع الله لمن حمده فقام حتى استقر كل شيئى منه ...ثم قال هكذا رأينا رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى''

(ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب صلوۃ من لایقیم صلبہ فی الرکوع والسجود:۸۶۳)

حضرت ابو مسعودؓ مسجد میں ہمارے سامنے کھڑے ہو گئے، تکبیر کہی، جب رکوع کیا تو ہاتھوں کو گھٹنوں پر اس طرح رکھا کہ انگلیاں گھٹنوں سے نیچے اور کہنیاں کوکھ سے فاصلہ پر تھیں یہاں تک کہ ہر عضو میں ٹھہراؤ پیدا ہو گیا پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ ہر عضو میں ٹھہراؤ پیدا ہو گیا۔....پھر فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

''عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه أنه كان يصلي بهم فيكبر كلما خفض و رفع فاذا انصرف قال: انى لأشبهكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم'' (بخاری، کتاب الأذان، باب اتمام التکبیر فی الرکوع:۱۱۵)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ادا کرتے تو جب بھی (کسی رکن کی ادائیگی کے لئے) اوپر یا نیچے ہوتے تو تکبیر کہتے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: میری یہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی طرح ہے۔

(24) رکوع کی کیفیت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع فرماتے تو اپنا سر نہ بالکل جھکاتے

اور نہ ہی اٹھائے رکھتے بلکہ درمیان میں رکھتے۔

صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ:

"عن عائشة قالت : كان رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم يستفتح الصلاة بالتكبير ، والقراءة بالحمد لله رب العالمين، و كان اذا ركع لم يشخص رأسه و لم يصوبه ، و لكن بين ذلك ..."

(مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ما یجمع صفۃ الصلاۃ وما یفتح بہ ویختم بہ...: ۱۱۱۰(۴۹۸))

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ابتداء تکبیر سے کرتے اور قراءت کی ابتداء سورہ فاتحہ سے کرتے اور جس وقت آپ رکوع فرماتے تو اپنا سر بالکل بلند نہ کرتے اور نہ ہی پوری طرح جھکا لیتے بلکہ درمیانی راہ اختیار فرماتے۔

(25) رکوع میں پیٹھ کو سیدھا رکھے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں پیٹھ کو سیدھا رکھا کرتے تھے۔

حضرت ابو مسعود انصاری بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لاتجزئ صلاة لايقيم فيها الرجل، يعنى صلبه، فى الركوع و السجود حسن صحيح" (ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فیمن لایقیم صلبہ فی الرکوع والسجود)

وہ نماز کافی نہیں جس میں نمازی رکوع اور سجدہ میں اپنی کمر کو سیدھا نہ رکھے۔

(26) رکوع کی تسبیح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم" پڑھتے تھے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

عن ابن مسعود أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال : اذا رکع أحدکم فقال في رکوعہ :" سُبُحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم " ثلاث مرات ، فقد تم رکوعہ ، و ذلک أدناہ" (سنن الترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی التسبیح فی الرکوع والسجود:۲۶۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی رکوع کرے اور رکوع میں تین مرتبہ" سُبُحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم "پڑھ لے تو اس کا رکوع پورا ہو گیا اور یہ (تین دفعہ تسبیح پڑھنا) ادنیٰ مقدار ہے۔

عن عقبة بن عامرؓ قال لما نزلت " فسبح باسم ربک العظیم" قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اجعلوھا فی رکوعکم، فلما نزلت "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی" قال : اجعلوھا فی سجودکم" (ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب مایقول الرجل فی رکوعہ:۸۶۹)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "فَسَبِّحُ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْم "تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اس تسبیح کو رکوع میں رکھو اور جب یہ آیت نازل ہوئی" سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی "تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس تسبیح کو اپنے سجدوں میں پڑھا کرو۔

(27) تسمیع وتحمید:

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے اٹھتے ہوئے" سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ" کہتے اور کھڑے ہو کر" رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد" کہتے۔

"...ثم یقول صلی اللہ علیہ وسلم "سَمِعَ اللّٰہ لِمَن حَمِدَہ" حین یرفع صلبہ من الرکوع ثم یقول وھو قائم "رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد" ...."

(بخاری، کتاب الاذان، باب التکبیر اذا قام من السجود:۷۸۹)

28 امام کو رکوع میں پانے والا رکعت پانے والا ہے:

جو شخص رکوع کی حالت میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے اس کی وہ رکعت شمار کی جائے گی، حدیث شریف میں ہے:

''عن أبی بکرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ أنہ انتھی الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو راکع فرکع قبل أن یصل الی الصف فذکر ذلک للنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال: زادک اللّٰہ حرصا و لا تعد'' (بخاری، کتاب اذان، باب اذا رکع دون الصف: ٧٨٣)

حضرت ابو بکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کی حالت میں تھے تو حضرت ابو بکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی رکوع کر لیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے انھوں نے اس کو ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے اس شوق کو بڑھائے، آئندہ ایسا نہ کرنا (کہ صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی نماز شروع کر دو)

شارح بخاری علامہ ابن حجرؒ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

''و فی روایۃ یونس بن عبید عن الحسن عند الطبرانی: فقال أیکم صاحب ھذا النفس؟ قال: خشیت ان تفوتنی الرکعۃ معک'' (فتح الباری، کتاب الاذان، باب اذا رکع دون الصف: ٧٨٣، ج: ٢، ص: ٣٤٧، ط: دار السلام، الریاض، الطبعۃ الاولی ٢٠٠٠ء)

طبرانی نے حضرت حسن سے نقل کیا ہے کہ نماز کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کس نے ایسا کیا؟ تو حضرت ابو بکرۃؓ نے عرض کیا کہ میں نے ایسا کیا تا کہ آپ کے ساتھ میری یہ رکعت فوت نہ ہو جائے۔

''عن نافع عن ابن عمر، قال: اذا جئت والامام راکع فوضعت یدیک علی رکبتیک قبل أن یرفع رأسہ فقد أدرکت'' (مصنف ابن شیبۃ، کتاب الصلاۃ، باب من قال: اذا أدرکت الامام وھو راکع....: ٢٥٣٧)

حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: جب آپ آئیں اور امام رکوع میں ہو تو امام کے رکوع سے اٹھنے سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھ دیا تو تم نے رکعت کو پالیا۔

(29) سجدہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدے میں چلے جاتے، سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنے زمین پر رکھتے پھر ہاتھ، پھر ناک، پھر پیشانی رکھتے۔ اور سجدے سے اٹھتے ہوئے پہلے پیشانی، پھر ناک، پھر ہاتھ اور پھر گھٹنے اٹھاتے۔ اور سجدہ میں کہنیوں کو جسم سے الگ رکھتے۔

''عن وائل بن حجر قال : رأيت النبى صلى الله عليه وسلم اذا سجد وضع ركبتيه قبل يديه و اذا نهض رفع يديه قبل ركبتيه'' (ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی وضع الرکبتین قبل الیدین فی السجود: ٢٦٨)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ سجدہ کرتے تو گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھتے اور اٹھتے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھ اٹھاتے۔

(30) سجدہ میں چہرہ کہاں رکھے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں چہرہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھتے تھے۔

''عن البراء قال : سئل أين كان النبى صلى الله عليه وسلم يضع وجهه ؟ قال : كان يضعه بين كفيه أوقال : يديه يعنى في السجود''

(مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الصلاۃ، باب فی الیدین أین تکونان من الرأس؟:۲۶۸۴، جلد:۲،ص:۹۸)

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چہرہ اپنی ہتھیلیوں یا یہ کہا کہ اپنے ہاتھوں کے درمیان رکھتے تھے، یعنی سجدہ میں۔

''عن البراء أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یضع وجھہ بین کفیہ اذا سجد '' (مسند ابویعلی، تحقیق: حسین سلیم اسد، مسند البراء بن عازب،:۱۶۶۹، ج:۳۔ دار الثقافۃ العربیۃ، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۹۹۲ء)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنا چہرہ اپنی ہتھیلیوں کے درمیان رکھتے۔

(31) سجدہ میں کہنیوں کو نہ بچھائے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں کہنیوں کو زمین پر نہیں بچھاتے تھے۔

''عن أنس بن مالک عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال : اعتدلوا فی السجود و لا ینبسط احدکم ذراعیہ انبساط الکلب '' (بخاری، کتاب الاذان، باب لایفترش ذراعیہ فی السجود:۸۲۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سجدہ میں اعتدال کرو، اور تم میں سے کوئی اپنے دونوں ہاتھ کتے کے بچھانے کی طرح نہ بچھائے۔

(32) سجدہ کی تسبیح:

سجدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم '' سُبْحَانَ رَبِّیَ الْأَعْلٰی '' پڑھتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

و اذا سجد فقال في سجوده :''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْأَعْلیٰ ''ثلاث مرات فقد تم سجوده و ذلک أدناه '' (ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب مایقول الرجل فی رکوعہ:۸۶۹۔سنن الترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاءفی التسبیح فی الرکوع والسجود:۲۶۱)

اور جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے اور سجدہ میں تین مرتبہ ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْأَعْلیٰ'' پڑھ لے تو اس کا سجدہ پورا ہو گیا اور یہ (تین دفعہ تسبیح پڑھنا) ادنیٰ مقدار ہے۔

(33) اعضائے سجدہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے، دونوں پاؤں کی انگلیوں پر سجدہ کرتے تھے۔

''عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما قال : قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم أمرت أن أسجد علی سبعة أعظم: علی الجبهة و أشار بیده علیٰ أنفه و الیدین و الرکبتین ، و أطراف القدمین و لا نکف الثیاب و الشعر '' (بخاری، کتاب الأذان، باب السجود علی الانف:۸۱۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں، پیشانی پر اور آپ نے ناک کی طرف اشارہ کیا، دونوں ہاتھوں پر، دونوں گھٹنوں پر، دونوں پاؤں کی انگلیوں پر اور (ہمیں یہ بھی حکم دیا کہ) ہم نماز میں کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں۔

(34) سجدہ میں ہاتھ رکھنے کی کیفیت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر زمین پر رکھتے اور ہتھیلیوں کو کندھوں کے برابر اس طرح رکھتے تھے کہ انگوٹھے کانوں کی لَو کے برابر رہتے۔

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے چہرے اپنے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھتے تھے۔ (ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء أین یضع الرجل وجہہ اذا سجد: ٢٧١)

''عن وائل بن حجر قال : رأیت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم حین سجد و یدیہ قریباً من أذنیہ'' (مصنف ابن شیبۃ، کتاب الصلاۃ، باب فی الیدین أین تکونان من الرأس؟: ٢٦٨٦)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نے سجدہ کیا کہ آپ کے ہاتھ آپ کے کانوں کے قریب تھے۔

''قال سفیان: یفرج بین أصابعہ في الرکوع و یضم في السجود''

(مصنف ابن شیبۃ، کتاب الصلاۃ، باب فی الرجل (کیف) یضم اصابعہ في السجود: ٢٦٩٣)

حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رکوع میں انگلیوں کو کھول کر رکھے اور سجدہ میں انگلیوں کو ملا کر رکھے۔

''عن أبی حمید الساعدی أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان اذا سجد أمکن أنفہ و جبہتہ (من) الأرض، ونحّي یدیہ عن جنبیہ، وَوَضَع کفیہ حذْوَ منکبیہ''

(ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی السجود علی الجبہۃ والانف: ٢٧٠)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ناک اور پیشانی کو زمین پر خوب ٹکا کر رکھتے اور اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے الگ رکھتے، اور دونوں ہتھیلیاں کندھوں کے برابر رکھتے۔

(35) جلسہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر تکبیر کہتے ہوئے سیدھے بیٹھ جاتے۔ (اس دوران یہ دعا پڑھنا مستحب ہے: ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِی وَاھْدِنِیْ

وَارْزُقْنِی ‘‘)(ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب مایقول بین السجدتین:۲۸۴)

پھر تکبیر کہتے ہوئے دوسرا سجدہ کرتے۔(اس طرح ایک رکعت مکمل ہوگئی)

(36) قیام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد بغیر بیٹھے ہوئے سیدھا کھڑے ہوجاتے:

’’عن ابن سهل الساعدی، و فيه... ثم كبر فسجد ثم كبر فقام و لم يتورك...‘‘(ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب من ذکر التورک فی الرابعۃ:۹۶۶)

حضرت سہل کے صاحبزادے حضرت سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہہ کر سجدہ کیا پھر تکبیر کہہ کر بغیر بیٹھے سیدھے کھڑے ہوگئے۔

دوسری رکعت کو بھی پہلی رکعت کی طرح پورا کرے لیکن اس میں ثناء، اعوذ باللہ نہ پڑھے صرف سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ کر رکوع وسجدہ کرلے۔

(37) قعدہ (بیٹھنا):

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد تشہد کے لئے اس طرح بیٹھ جاتے تھے کہ اپنا بایاں پیر بچھاتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے تھے۔

’’عن عائشة رضی الله عنها و فيه.... و كان يقول فی كل ركعتين التحية و كان يفرش رجله اليسرىٰ و ينصب رجله اليمنىٰ....‘‘۔(مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ما یجمع صفۃ الصلوۃ وما یفتتح وبہ وصفۃ الرکوع والاعتدال منہ....:۱۱۱۰(۴۹۸))

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے تھے کہ ہر دو رکعتوں کے بعد التحیات کے لئے بیٹھنا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا بایاں پاؤں بچھاتے تھے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے تھے۔

(38) قعدہ میں کیسے بیٹھے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قعدہ میں اس طرح بیٹھا کرتے تھے کہ بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے (اس کی انگلیاں حتی الامکان قبلہ رخ کرتے) اور دایاں پاؤں کھڑا کر کے اس کی انگلیاں بھی قبلہ رخ رکھتے:

''عن وائل بن حجر قال : لأنظرن الى صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف يصلى ؟قال : فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم .. ...قال : ثم جلس فافترش رجله اليسرى '' (ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب کیف الجلوس في التشهد :٩٥٧۔ ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء کیف الجلوس في التشهد :٢٩٢۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا پھر بیٹھے یعنی قعدہ کیا اور اپنے بائیں پیر کو بچھا دیا۔

''عباس بن سهل الساعدى قال : اجتمع أبو حميد و أبو أسيد و سهل بن سعد ومحمد بن مسلمة، فذكروا صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فقال أبو حميد : أنا أعلمكم بصلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم ، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم جلس يعني للتشهد فافترش رجله اليسرىٰ و أقبل بصدر اليمنى على قبلته ....'' (ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء کیف الجلوس فی التشهد :٢٩٣)

حضرت عباس بن سہل ساعدی فرماتے ہیں: ابوحمید، ابواسید، سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ جمع ہوئے تو ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر کیا، حضرت

ابوحمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے، یعنی تشہد کے لئے تو اپنے بائیں پیر کو بچھا لیا اور داہنے پیر کی انگلیوں کی پوروں کو قبلہ رخ رکھا۔

عن عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يستفتح الصلاة بالتكبير، والقراءة بالحمد لله رب العالمين، وكان اذا ركع لم يشخص رأسه ولم يصوِّبه، ولكن بين ذلك، وكان اذا رفع رأسه من الركوع لم يسجد حتىٰ يستوي قائماً، وكان اذا رفع رأسه من السجدة لم يسجد حتى يستوي جالساً و كان في كل ركعتين التحيَّة، و كان يفرش رجله اليسرى و ينصب رجله اليمنى ... ''(مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ما یجمع صفۃ الاصلاۃ وما یفتح بہ.....:۱۱۱۰۔(۴۹۸))

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہہ کر نماز شروع فرماتے تھے اور قراءت الحمد للہ رب العالمین سے شروع فرماتے یہاں تک کہ انھوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (قعدہ میں) بائیں پاؤں بچھاتے تھے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے تھے۔

''عن عبد الله بن عبد الله أنه أخبره: أنه كان يرى عبد الله بن عمر يتربع فى الصلاة اذا جلس ففعلته و أنا يو مئذ حديث السن فنهانى عبد الله بن عمر و قال: انما سنة الصلاة أن تنصب رجلك اليمنى و تثنى اليسرى فقلت: انك تفعل ذلك؟ فقال: ان رجلى لا تحملانى''

(صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب سنۃ الجلوس فی التشہد، النسخۃ الہندیۃ: ۸۲۷)

حضرت عبداللہ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھتے تھے کہ وہ نماز میں چارزانو (آلتی پالتی) بیٹھا کرتے تھے تو میں نے بھی ایسا ہی کیا اور میں اِن دنوں

نوعمر تھا تو انھوں نے مجھ کو منع کیا اور کہا کہ نماز کی سنت یہ ہے کہ تم اپنا دایاں پاؤں کھڑا کرو اور بایاں پاؤں موڑ لو، میں نے کہا کہ آپ تو اس طرح کرتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ (مجھے عذر ہے) میرے پیر میرا بوجھ نہیں اٹھا پاتے۔

(39) تشہد:

تشہد کے کلمات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ مروی ہیں:

عن عبد الله بن مسعود قال: علمنا رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قعدنا في الركعتين أن نقول: "اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلوَاتُ وَ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُه اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْن أَشْهَدُ أَن لَّآ اِلٰه اِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُه وَرَسُوْله "

(بخاری، کتاب الاذان، باب باب ما یتخیر من الدعاء...:٨٣٥۔ سنن الترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ما جاء في التشہد :٢٨٩)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ سکھایا کہ جب ہم دو رکعتوں کے آخر میں قعدہ میں بیٹھیں تو یہ پڑھیں، جس کے الفاظ یہ ہیں: (اوپر لکھا ہوا ہے)

(40) قعدہ میں تشہد کی انگلی کو حرکت دینا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشہد کے لئے بیٹھتے تو دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے اور انگلی سے اس طرح اشارہ فرماتے تھے کہ ''اشہدان لا الٰہ'' پر اٹھاتے تھے اور ''الا اللہ'' پر نیچی کر لیتے تھے۔

تشہد میں ''اشہدان لا الٰہ'' کہتے وقت شہادت کی انگلی اٹھائی جائے اور ''الا اللہ'' پر انگلی کو نیچے کر لی جائے:

’’...قال :قد أصبت رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يشير باصبعه اذا جلس يتشهد في صلاته وكان المشركون يقولون : انما يسحرنا و انما يريد النبى صلى الله عليه وسلم التوحيد‘‘

(بیہقی، کتاب الصلاۃ، باب ماینوی المشیر باشارتہ فی التشہد :۲۷۹۲، ج:۲،ص:۱۹۰)

’’حضرت خفاف بن ایماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشہد کے لئے بیٹھتے تو انگلی سے اشارہ کرتے اور مشرکین کہتے کہ یہ ہمارے اوپر جادو کرتے ہیں اور آپ کی اس سے مراد توحید (کی طرف اشارہ کرنا) ہوتا تھا۔

’’عن عبد الله بن الزبيرعن أبيه قال : قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قعد يدعو وضع يده اليمنى على فخذه اليمنى و يده اليسرى على فخذه اليسرى وأشار باصبعيه السبابة ووضع ابهامه على اصبعه الوسطىٰ و يُلقِم كفه اليسرىٰ ركبته‘‘ (مسلم، کتاب المساجد، باب صفۃ الجلوس فی الصلوۃ...:۱۳۰۸(۵۷۹))

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کے لئے بیٹھتے تو دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھتے اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے اور اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اور انگوٹھے کو درمیانی انگلی سے ملا لیتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا قعدفى التشهد ... و أشار بالسبابة‘‘ (مسلم، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الجلوس فی الصلوۃ:۱۳۱۰(۵۸۰))

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشہد میں بیٹھتے تھے تو.....اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے۔

(41) تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا ہے ہلانا نہیں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے تھے، اس کو ہلاتے نہیں تھے۔

’’**عن عبد الله بن زبير رضى الله تعالىٰ عنه أن النبى صلى الله عليه وسلم كان يشير باصبعه اذا دعا لا يحركها**‘‘ (ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب الاشارۃ فی التشہد :۹۸۹۔ سنن نسائی، کتاب التطبیق، باب الاشارۃ بالاصبع فی التشہد ...:۱۱۶۲)

’’**عن عبد الله أنه ذكر أن النبى صلى الله عليه وسلم كان يشير باصبعه اذا دعا لا يحركها**‘‘ (بیہقی، کتاب الصلاۃ، باب من روی انہ اشار بہا ولم یحرکہا: ۲۷۸۶)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا (یعنی تشہد) پڑھتے تو اپنی انگلی سے اشارہ فرماتے، اس کو ہلاتے نہیں تھے۔

(42) قیام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر تین یا چار رکعت والی نماز ہوتی تو تشہد کے بعد سیدھا کھڑے ہو جاتے اور پہلی رکعتوں کی طرح نماز مکمل فرما لیتے۔

فرض نمازوں کی تیسری، چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا آیت نہ ملاتے۔ سنن و نوافل میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا آیت ملاتے۔

(43) درود شریف:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قعدہ اخیرہ میں درود شریف پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔

قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھا جاتا ہے:

عن ابن مسعود عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أنه قال : اذا

تشهد أحدكم في الصلاة فليقل : " اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ وَّ عَلى آلِ مُحَمَّد وَ بَارِكْ عَلى مُحَمَّد وعَلى آلِ مُحَمّد ، وَارْحَم مُحَمَّداً و آل مُحَمّد كَمَا صَلَّيْت وَ بَارَكْت وَ تَرَحَّمْت عَلى اِبْرَاهِيْم اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْد" (مسلم، کتاب الصلوۃ، باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشہد :۹۰۷(۴۰۵)) (مسلم میں روایت دوسری طرح ہے)۔ المستدرک علی الصحیحین، کتاب الطہارۃ، حدیث عبدالرحمٰن بن مہدی)

عام طور پر نماز میں درود ابراہیمی پڑھا جاتا ہے جس کے الفاظ صحیح بخاری میں مروی ہیں۔ (دیکھئے صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب یزفون، النسلان فی المشی :۳۳۶۹)

(44) دعائے ماثورہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "ثم ليتخير من الدعاء أعجبه اليه فيدعو" (بخاری، کتاب الاذان، باب ما یتخیر من الدعاء بعد التشہد :۸۳۵)

پھر جو اس کو زیادہ پسند ہو وہ دعا مانگے۔

اور مسلم شریف میں ہے: "ثم يتخير من المسئلة ماشاء" (مسلم، کتاب الصلاۃ، باب التشہد فی الصلاۃ :۸۹۷(۴۰۲))

پھر جو دعا چاہے مانگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ دعاء سکھلائی تھی:

بخاری کی روایت میں ہے:

" عن أبي بكر الصديق رضي الله تعالىٰ عنه أنه قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم علّمني دعاء أدعو به في صلاتي قال : قل "اَللّٰهُمَّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْماً كَثِيْراً وَّ لا يَغْفِرُ الذُّنُوْب اِلَّا أَنْت فَاغْفِرْلِي مَغْفِرَة مِنْ عِنْدِكَ

وَارْحَمْنِی اِنَّکَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْم'' (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الدعاء قبل السلام:۸۳۴)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیں جو میں نماز میں مانگوں تو آپ نے فرمایا کہ کہو: اے اللہ، بیشک میں نے اپنے نفس یعنی اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا اور تیرے سوا (کوئی بھی) گناہوں کو نہیں بخش سکتا، بس مجھ کو بخش دے اپنی بخشش سے اور مجھ پر رحم فرما بیشک تو ہی بخشنے والا، بے حد رحم والا۔

(45) سلام پھیرنے کا طریقہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم وَرَحْمَةُ اللّٰه ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰه'' کہتے ہوئے دائیں بائیں سلام پھیرتے تھے۔

دعائے ماثورہ سے فارغ ہونے کے بعد ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہہ کر دائیں بائیں سلام پھیر کر نماز ختم کرنی چاہئے۔ حدیث میں ہے:

''عن عامر بن سعد عن أبيه قال كنت أرى رسول الله صلى الله عليه وسلم يسلم عن يمينه و عن يساره حتى أرى بياض خده '' (مسلم، کتاب المساجد، باب السلام للتحلیل من الصلوۃ عند فراغہا:۱۳۱۵(۵۸۲))

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تھا کہ آپ اپنے دائیں اور بائیں سلام پھیرتے تھے، یہاں تک کہ میں آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی (یعنی حسن) دیکھ لیتا تھا۔

''عن عبد الله عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه كان يسلم عن يمينه و عن يساره :''السلام عليكم ورحمة الله ، السلام عليكم ورحمة الله'' (سنن الترمذی، ابواب الصلاۃ باب ماجاء فی التسلیم فی الصلاۃ:۲۹۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے دائیں بائیں سلام پھیرتے تھے۔

(46) امام مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھتے۔

''عن سمرة بن جندب قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا صلى صلوة اقبل علينا بوجهه'' (بخاری، کتاب الاذان، یستقبل الامام الناس اذا سلم: ۸۴۵)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنے چہرہ سے ہماری طرف متوجہ ہوتے۔

(47) فرض نماز کے بعد دعا کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد دعا مانگتے تھے اگرچہ مختصر ہی ہو۔

فرض نمازوں کے بعد دعا مانگنا سنت مستمرہ دائمہ نہیں ہے اس لئے اس کو لازم سمجھ کر کرنا اور نہ کرنے والوں کو برا کہنا درست نہیں ہے البتہ فرض نماز کے بعد دعا مانگنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال سے ثابت ہے ترمذی شریف میں ہے کہ:

''عن أبي امامة قال : ''قيل لرسول الله صلى الله عليه وسلم: أي الدعاء أسمع ؟ قال: جوف الليل الآخر و دُبُر الصلوات المكتوبات'' (ترمذی، ابواب الدعوات، باب: حدیث: ینزل ربنا کل لیلۃ الی السماء الدنیا....: ۳۴۹۹)

عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس وقت کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رات کے اخیر حصے میں اور فرض نمازوں کے بعد۔

''عن كعب بن عجرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: معقبات لا يخيب قائلهن أو فاعلهن ثلاثا وثلاثون تسبيحة ،و ثلاثا و ثلاثين تحميدة،و اربعا و ثلاثين تكبيرة، في دبر كل صلاة''

(مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ: ۱۳۵۰(۵۹۶))

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نماز کے بعد یہ تسبیحات پڑھنے والا کبھی ناکام نہیں ہوگا۔ سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار، اللہ اکبر ۳۴ بار۔

المعجم الکبیر میں امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ذکر کی ہے کہ محمد بن یحییٰ اسلمی فرماتے ہیں:

''عن الفضل بن عباس ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : الصلاة مثنى مثنى ، تشهد في كل ركعتين ، و تخشع ، و تضرع ، و تمسكن ، و تقنع يديك يقول : تر فعهما الى ربك مستقبلاً ببطونها وجهك وتقول : يا رب يارب ، و من لم يفعل ذلك فهو كذا و كذا''

(ترمذی: باب ما جاء فی التخشع فی الصلوۃ، ۳۸۵)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز دو دو رکعت ہے، ہر دو رکعت میں تشہد پڑھو، خشوع، عاجزی اور مسکنت اختیار کرو، اور دونوں ہاتھ اپنے رب کی طرف اس طرح اٹھاؤ کہ ہتھیلی اپنے چہرہ کی طرف رکھو اور کہو یا رب رب، اے میرے رب اے میرے رب۔ اور جس نے ایسا نہیں کیا وہ ایسا ویسا ہے۔

عن معاذ بن جبل أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذ بيده ، و قال : ''يا معا ذ ، والله اني لأحبك ، و الله اني لأحبك ، فقال : أوصيك يا معاذ لا تدعن في دبر كل صلاة تقول : اللهم أعنى على ذكرك و شكرك وحسن عبادتك ، و أوصى بذلك معاذ الصنابحى و أو صى به الصنابحى أبا عبد الرحمن'' ۔(ابوداؤد، کتاب الوتر، باب فی الاستغفار: ۱۵۲۲۔)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے معاذ، میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ان کلمات کو ہر نماز کے بعد پڑھنا مت

چھوڑنا: ''اللھم أعنی علی ذکرک و شکرک و حسن عبادتک'' اورحضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی وصیت (اپنے شاگرد) صنابحی کو کی، اور صنابحی نے ابوعبدالرحمٰن کو کی۔

''عن الأسود العامری عن أبیه رضی الله عنه قال : صلیت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم الفجر سلّم، انحرف ورفع یدیه و دعا ''

(مصنف ابن ابی شیبۃ، ا، ۲۹۶: ۳۰۹۳)

حضرت اسود عامری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز فجر ادا کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو ایک طرف پھر کر اپنے دونوں مبارک ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی۔

(48) فرض نمازوں کے بعد کتنی دیر دعا مانگے:

ہر فرض نماز کے بعد بیٹھ کر اجتماعی لمبی لمبی دعا کرنا سنت نہیں ہے، یہ امر منکر اور ممنوع ہے۔

مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

''کا ن رسول اللہ صلی الله علیه وسلم اذا سلم،لم یقعد الا مقدار ما یقول: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلام وَ مِنْکَ السَّلام تَبَارَکْتَ ذَا الْجَلالِ وَالْاِکْرَام، و في روایة:یَا ذَا الْجَلال وَ الْاِکْرَام'' (مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلوۃ وبیان صفتہ: ۱۳۳۵ (۵۹۲))

فجر اور عصر کی فرض نماز کے بعد اطمینان سے بیٹھ کر تسبیح وغیرہ پڑھ کر دعا کرے اور بقیہ تین نمازوں میں مختصر دعا کرنا سنت ہے، بخاری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے:

''.... لآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہٗ لا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَ لَهُ الْحَمْد وَهُوَ عَلٰی شَیْئٍ قَدِیْر، اَللّٰھُمَّ لا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْت ، وَ لَا مُعْطِی لِمَا مَنَعْت وَ لَا

یَنۡفَعُ ذَا الۡجَدِّ مِنۡکَ الۡجدّ '' (بخاری، کتاب الاذان، باب الذکر بعد الصلوۃ: ۸۴۴)

(49) سنت نماز کے بعد دعا کرنا:

سنت نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتماعی دعا نہیں فرمائی ہے، البتہ الگ الگ اپنی اپنی دعا ہر شخص کرسکتا ہے۔

(50) امام کا زور سے دعا کرنا:

نماز کے بعد ذرا اونچی آواز سے جس سے اور نمازیوں کو تکلیف نہ ہو دعا کرنا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا سلم من صلاتہ یقول بصوتہ الأعلیٰ : لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَہ لَا شَرِیۡکَ لَهُ لَهُ الۡمُلۡکُ وَ لَهُ الۡحَمۡد وَهُوَ عَلیٰ شَیۡئٍی قَدِیۡر ، لَا حَوۡلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِا للّٰهِ لَآ الٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ لَا نَعۡبُدُ اِلَّا اِیَّاهُ لَهُ النِّعۡمَة وَ لَهُ الۡفَضۡل وَ لَهُ الثَّنَاء الۡحَسَن ، لَآ اِلٰه اِلَّا اللّٰهُ مُخۡلِصِیۡن لَه الدِّیۡن وَ لَوۡ کَرِهَ الۡکَا فِرُوۡن '' (مسند الامام الشافعیؒ، تحقیق: الدکتور ماہر یاسین الفحل۔ کتاب الصلاۃ، باب فی الذکر بعد الصلاۃ: ۲۶۷، ج:۱، ص:۲۸۹۔ غراس للنشر والتوزیع، کویت، الطبعۃ الأولیٰ ۲۰۰۴۔ مسلم: کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ وبیان صفتہ: ۱۳۴۳ (۵۹۴)۔ ابوداؤد، کتاب الوتر، باب مایقول الرجل اذا سلم: ۱۵۰۶)

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز سے سلام پھیرتے تو بلند آواز سے کہتے: اوپر والی دعا۔

(51) آہستہ دعا کرنا:

امام اور مقتدیوں کا ساتھ ساتھ بلند آواز سے دعا کرنے کی عادت بنالینا سنت

کے خلاف ہے، دعا میں افضل اور ادب یہ ہے کہ آہستہ کی جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّ خُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ''(قرآن، الاعراف:۵۵)

تم اپنے رب سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعا کیا کرو، بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نا پسند کرتے ہیں جو حد سے بڑھنے والے ہیں۔ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعاً وَّ خِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ ''(القرآن، الاعراف:۲۰۵)

اپنے رب کو اپنے جی میں یاد کرو عاجزی اور ڈر کے ساتھ اور زور سے نہیں بلکہ دھیمی آواز سے صبح اور شام اور غافلوں میں سے مت بنو۔

''عن أبی موسی الأشعری رضی الله تعالیٰ عنه قال : كنا مع النبی صلی الله عليه وسلم فی سفر ، فكنا اذا أشرفنا علی واد هللنا و كبرنا و ارتفعت أصواتنا،فقال النبی صلی الله عليه وسلم : يا أيها الناس ، أربعوا علی أنفسكم فانكم لا تدعون أصم و لا غائباً ، انه معكم انه سميع قريب'' (بخاری، کتاب الجہاد، باب ما یکرہ من رفع الصوت فی التکبیر :۲۹۹۲)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، جب ہم کسی وادی میں پہنچتے تو تہلیل و تکبیر کہتے اور ہماری آواز اونچی ہو جاتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو، اپنے اوپر آسانی کرو اس لئے کہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو، بیشک وہ تمہارے ساتھ ہے، بلاشبہ وہ سننے والا ہے قریب ہے۔

(52) دعا کے بعد ہاتھ چہرے پر پھیرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو چہرہ انور پر پھیر لیتے تھے۔

''عن عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه قال :کان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رفع يديه في الدعاء لم يحطها حتى يمسح بهما وجهه'' (ترمذی، ابواب الدعوات، باب ماجاء فی رفع الایدی عندالدعا:۳۳۸۶)

53 دعا کی فضیلت:

انسان کے لئے ''دعا'' بڑی اہمیت کی حامل ہے، یہ ایسی چیز ہے کہ جب انسان ہر طرف سے بے سہارا ہو جاتا ہے تو اسی ذاتِ واحد رحمٰن ورحیم کی طرف ہاتھ اٹھتا ہے، خاص کر اہل ایمان کے لئے دعا ایک ایسا ہتھیار ہے جو ٹوٹے ہوئے بے سہارا دلوں کا سہارا ہے اور کمزور و ناتوانوں کے لئے قوت اور توانائی کا سرچشمہ ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگنے کا طریقہ بھی سکھلایا ہے، ارشاد ہے:

''عن انس رضی الله عنه أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال : مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يُبْسُطُ كَفَّيْه فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ، ثُمَّ يَقُوْل :'' أَللّٰهُمَّ اِلٰهِی وَ اِله اِبْرَاهِيْم وَ اِسْحَاق وَ يَعْقُوْب ، وَ اِلٰهَ جَبْرِيْل وَمِيْكَائِيْل وَ اِسْرَافِيْل أَسْأَلُكَ : أَنْ تَسْتَجِيْبَ دَعْوَتِي فَاِنّي مُضْطَرٌّ وَ أَنْ تَعْصِمَنِيْ فِيْ دِيْنِيْ فَاِنِّيْ مُبْتَلي ، وَ تَنَالَنِيْ بِرَحْمَتِكَ فَاِنّيْ مُذْنب ، وَ تَنْفِي عَنِّي الْفَقْر فَاِنّي مِسْكِيْن '' اِلَّا كَانَ حَقّاً عَلَى اللّٰه أَن لَّا يرد يَدَيْه خَائِبَتَيْن'' (ابن السنی والدیلمی وابن النجار عن انس، کنز العمال، کتاب الأذکار، أدعیۃ الصباح والمساء:۳۴۷۶۔ واللفظ لہ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ نماز کے بعد دونوں ہاتھ پھیلاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے اللہ، اے میرے معبود، اے ابراہیم واسحاق اور یعقوب کے معبود اور جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل کے معبود، میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ میری دعا قبول فرمایئے کہ میں مجبور و بے بس ہوں اور یہ کہ

میرے دین کے بارے میں میری حفاظت فرمائیے کہ میں آزمائش میں ہوں اور مجھے اپنی رحمت سے سرفراز فرمائیے کہ میں گنہگار ہوں اور مجھ سے محتاجی کو دور فرما دیجئے کہ میں مسکین ہوں، تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ (ان کے وعدہ کے مطابق) ضروری ہے کہ اس کے ہاتھوں کو نامراد نہ لوٹائیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان ربکم حیٌّ کریمٌ یستحیي من عبده أن یرفع الیه یدیه فیردهما صفراً'' (ابوداؤد، کتاب الوتر، باب الدعا: ۱۴۸۸۔ ترمذی، ابواب الدعوات، باب ان اللہ حیٌّ کریمٌ....: ۳۵۵۶)

تمہارا رب حیا والا اور کریم ہے، اپنے بندے سے حیا کرتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو اس کے سامنے اٹھائے اور وہ ان کو خالی واپس لوٹا دے۔

مرد واور عورت کی نماز کا فرق حدیث کی روشنی میں

1 تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے میں فرق:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر تحریمہ کے وقت عورتوں کو کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھانے کا حکم فرمایا۔

''عن وائل بن حجر قال: جئت النبی صلی اللہ علیہ وسلم... فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یا وائل بن حجر اذا صلیت فاجعل یدیک حذاء اذنیک والمرأة تجعل یدیها حِذَاء ثدییها'' (مجمع الزوائد، کتاب الصلاة، باب رفع الیدین: ۲۵۹۴۔ دار الفکر، بیروت، ۲۰۱۰ء۔ رواه الطبرانی فی حدیث طویل فی مناقب وائل من طریق میمونة بنت حجر عن عمتها أم یحیی بنت عبد الجبار، ولم أعرفها وبقیة رجاله ثقات)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے وائل، جب تم نماز پڑھو تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت اپنے دونوں ہاتھ اپنی چھاتی کے برابر اٹھائے۔

''حدثنا هشيم ، قال : أخبرنا شيخ لنا ، قال : سمعت عطاء ، سئل عن المر أة کی ترفع یدیها فی الصلاة ؟ قال : حذو ثدییها'' (مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الصلاة، باب فی المرءة اذا افتتحت الصلاة الی این ترفع یدیها؟: ۲۴۸۹)

حضرت عطاء بن رباح سے سوال کیا گیا کہ عورت نماز میں ہاتھ کہاں تک اٹھائے؟ فرمایا: اپنے سینے تک۔

''عن حماد أنه كان يقول في المر أة اذا استفتحت الصلاة ، ترفع

یدیھا الی ثدییھا'' (مصنف ابن شیبۃ، باب فی المرأۃ اذا افتتحت الی این ترفع یدیھا؟:۲۴۹۱)

حضرت حماد عورت کی نماز کے بارے میں کہتے تھے کہ عورت جب نماز شروع کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سینے تک اٹھائے۔

(2) مرد و عورت کے ہاتھ باندھنے میں فرق:

عورت قیام کے وقت اپنے ہاتھ سینہ پر رکھے گی، اس بات پر سب کا اجماع ہے۔

(3) مرد و عورت کے رکوع کرنے میں فرق:

عورت اس طرح سمٹ کر رکوع کرے گی کہ اپنے ہاتھوں کو اپنے پیٹ کی طرف ملائے، جتنا سمٹ سکتی ہو سمٹ جائے۔

''**عن عطاء قال تجتمع المرأۃ اذا رکعت ترفع یدیھا الی بطنھا و تجتمع ما استطاعت**'' (مصنف عبدالرزاق، کتاب الصلاۃ، باب تکبیر المرأۃ بیدیھا....ج:۳،ص:۴۰۸:۵۲۱۴)

حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ عورت سمٹ کر رکوع کرے گی اپنے ہاتھوں کو اپنے پیٹ کی طرف ملائے گی، جتنا سمٹ سکتی ہو سمٹ جائے گی۔

(4) مرد و عورت کے سجدہ میں فرق:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو حکم دیا کہ جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کا کچھ حصہ زمین سے ملا لیا کرو کیونکہ عورت مرد کی طرح نہیں ہے۔

''**عن یزید بن أبی حبیب أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی امرأتین تصلیان، فقال : اذا سجدتما فضما بعض اللحم الی الارض،**

فان المرأة ليست في ذلك كالرجل ‘‘(بیہقی، کتاب الصلاۃ، ج:۲،ص:۲۲۳، باب مایستحب للمرأۃ من ترک التجافی فی الرکوع والسجود:۳۲۰۱)

حضرت یزید بن حبیب سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو عورتوں کے پاس سے گذرے جو نماز پڑھ رہی تھیں، آپ نے فرمایا: جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کا کچھ زمین سے ملا لیا کرو کیونکہ عورت (کا حکم سجدہ کی حالت میں) مرد کی طرح نہیں ہے۔

’’عن عبد الله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جلست المرأة فى الصلاة وضعت فخذها على فخذها الاخرى فاذا سجدت ألصقت بطنها فى فخذها كأستر ما يكون لها فان الله ينظر اليها و يقول يا ملائكتى اشهد كم انى قد غفرت لها ‘‘(بیہقی، کتاب الصلاۃ، ج:۲۔ باب مایستحب للمرأۃ من ترک التجافی فی الرکوع والسجود:۳۱۹۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب عورت نماز میں بیٹھے تو اپنی ایک ران دوسری ران پر رکھے اور جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ اپنی رانوں کے ساتھ ملا لے جو اس کے لئے زیادہ پردے کی حالت ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف دیکھتے ہیں اور فرماتے ہیں: اے میرے ملائکہ، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس عورت کو بخش دیا۔

’’عن أبى سعيد الخدرى رضى الله تعالیٰ عنه صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال :.... كان يأمر الرجال أن يتجافوا فى سجودهم و يأمر النسا أن يتخفضن‘‘

(بیہقی، کتاب الصلاۃ، ج:۲۔ باب مایستحب للمرأۃ من ترک التجافی...:۳۱۹۸)

صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو حکم فرماتے تھے کہ سجدے میں (اپنی رانوں کو پیٹ

سے) جدا رکھیں اور عورتوں کو حکم فرماتے تھے کہ خوب سمٹ کر (یعنی رانوں کو پیٹ سے ملاکر) سجدہ کریں۔

''عن عطاء .....فاذا سجدت فلتضم يديها اليها و تضم بطنها و صدرها الى فخذها و تجتمع ما استطاعت''

(مصنف عبدالرزاق، کتاب الصلاۃ، باب تکبیر المرأۃ بیدیہا...:۵۲۱۴)

حضرت عطاء سے روایت ہے کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنے ہاتھ اپنی طرف سمیٹے رہے اور اپنے پیٹ اور سینہ کو اپنی ران سے ملالے اور جہاں تک ہو سکے سمٹ جائے۔

''عن الحارث عن علی ، قال : "اذا سجدت المرأة فلتحتفر و لتضم فخذيها'' (مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الصلاۃ، باب المرأۃ کیف تکون فی سجودہا؟:۲۷۹۷)

حضرت حارث فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب عورت سجدہ کرے تو خوب سمٹ کر کرے اور اپنی دونوں رانوں کو ملائے رکھے۔

(5) مرد وعورت کے بیٹھنے میں فرق:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ اپنی رانوں کے ساتھ ملالے جو اس کے لئے زیادہ پردہ کی حالت ہے۔

''عن عبد الله بن عمر رضى الله تعالىٰ عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ... فاذا سجدت ألصقت بطنها فى فخذها كاسترما يكون لها فان الله ينظر اليها و يقول يا ملائكتى أشهد كم أ نى قد غفرت لها'' (بیہقی، کتاب الصلاۃ، ج:۲،ص:۲۲۳۔ باب مایستحب للمرأۃ من ترک التجافی فی الرکوع والسجود:۳۱۹۹)

...اور جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ اپنی رانوں کے ساتھ ملالے جو اس کے لئے زیادہ پردے کی حالت ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف دیکھتے ہیں اور فرماتے ہیں: اے میرے

ملائکہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس عورت کو بخش دیا۔

”عن ابن عباس رضی الله عنهما أنه سئل عن صلاة المرأة فقال : تجتمع و تحتفز“ (مصنف ابن شیبۃ، کتاب الصلاۃ، باب المرأۃ ایف تکون فی سجودہا:۲۷۹۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عورت کی نماز کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: خوب سمٹ کر نماز پڑھے۔

(6) عورت کہاں نماز پڑھے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی یہ ہے کہ عورت اپنے گھر میں نماز پڑھے۔

”عن أم حميد امرأة أبى حميد الساعدى أنها جاء ت الى النبى صلى الله عليه وسلم فقالت : يا رسول الله صلى الله، انى أحِب الصلاة معک، قال : قد علمت أ نک تحبين الصلاة معى و صلا تک فى بيتک خير من صلا تک فى حجرتک و صلا تک فى حجرتک خير من صلا تک فى دارک ، و صلا تک فى دارک خير من صلا تک فى مسجد قومک و صلا تک فى مسجد قومک حير من صلا تک فى مسجدى . قال : فأمرت فبنى لها مسجد فى اقصى شيئى من بيتها و أظلمه و كانت تصلى فيه حتى لقيت الله عز و جل“ (مسند احمد، تحقیق ارنؤوط، حدیث ام حمید، :۲۷۰۹۰۔مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الاولیٰ ۲۰۰۱۔مسند حبان، النوع الثانی الفاظ الوعد التی مرادہا الاوام......۔ ذکر بیان بأن صلاۃ المرأۃ کلما کانت أستر کان أعظم لأجرہا:۷۵۔ج:۱،ص:۱۶۹ تحقیق: محمد علی سونمز، الص آي دمیر وزارۃ الأوقاف والشؤون الاسلامیۃ دولۃ قطر۔الطبعۃ الأولیٰ ۲۰۱۲۔الترغیب والترھیب للمنذری، ج:۱ص:۲۲۵۔ باب ترغیب النساء فی الصلاۃ فی بیوتہن ولزومہا وترہیبہن من الخروج منہا)

حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ام حمید رضی اللہ عنہا نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہو (لیکن) تیرا اپنے گھر میں نماز پڑھنا تیرے حجرے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، تیرا حجرے میں نماز پڑھنا تیرے مکان میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، تیرا مکان میں نماز پڑھنا تیری قوم کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور قوم کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا نے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء و مرضی سمجھ کر) اپنے گھر والوں کو حکم دیا تو ان کے لئے گھر کے ایک کونے اور تاریک ترین گوشہ میں نماز کی جگہ بنا دی گئی، چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی وفات تک اسی جگہ نماز پڑھتی رہیں۔

''عن عائشة رضی الله عنها قالت: لو أدرک النبی صلی الله علیه وسلم ما أحدث النساء لَمَنَعَهُنَّ المسجد کما مُنِعَتْ نساء بنی اسرائیل ، قلت لِعمَرةَ: أو مُنِعْن ؟ قالت : نعم '' (مسند احمد: ۲۵۱۰۹ (۲۴۶۰۲)۔ بخاری، کتاب الاذان، باب انتظار الناس قیام الامام العالم: ۸۶۹، واللفظ لہ۔ مسلم، کتاب الصلاۃ، باب خروج النساء الی المساجد اذا لم یترقب فتنۃ...: ۴۴۵۔ ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب التشدید فی ذلک: ۵۶۹)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہے: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پالیتے جو آج عورتوں میں نئی نئی باتیں پیدا ہوگئی ہیں تو ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا، میں نے پوچھا کہ کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

''عن عبد الله عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : صلاة المرأة فی بیتها أفضل من صلاتها فی حجرتها ، وصلاتها فی مخدعها أفضل من صلاتها فی بیتها'' (ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب التشدید فی ذلک: ۵۷۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت کا کمرہ میں نماز پڑھنا گھر میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور حجرہ میں نماز پڑھنا کمرہ میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔(یعنی جتنا پردہ میں نماز پڑھے گی اس کے لئے اتنا ہی بہتر ہے)

”عن عبد الله بن عمر عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : صلاة المرأة وحدها أفضل علی صلاتها فی الجمع بخمس و عشرین درجة“ (جامع المسانید للسیوطی، ج۱۳،ص۴۹۷:۱۳۶۲۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت کا اکیلے نماز پڑھنا اس کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے پچیس گنا فضیلت رکھتا ہے۔

تراویح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی ایک رات میں چار رکعت عشاء کی نماز فرض، بیس رکعت نماز (تراویح) اور تین رکعت وتر پڑھائی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق بیس رکعت تراویح پڑھتے اور پڑھاتے رہے۔

''عن جا بر بن عبد الله رضى الله عنه قال : خرج النبى صلى الله عليه وسلم ذات ليلة في رمضان فصلى الناس اربعة وَّ عشرين ركعة و أوتر بثلا ثة '' (تاریخ جرجان لحافظ بن یوسف السہمی، تحت مراقبہ: الدکتور معید خان: ۵۵۶، ص: ۳۱۶، عالم الکتب، الطبعۃ الرابعۃ ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۷م)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کی ایک رات تشریف لائے، لوگوں کو چوبیس رکعات (چار رکعت فرض، بیس رکعات تراویح) نماز اور تین رکعت وتر پڑھائے۔

''عن ابن عباس رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي في رمضان عشرين ركعة والوتر '' (مصنف ابن شیبۃ، تحقیق: أبی محمد اسامہ بن ابراہیم بن محمد، کتاب جامع الصلاۃ، کم یصلي في رمضان من رکعۃ ؟: ۷۷۷۵۔ ج: ۳۔ص: ۳۵۵، الفاروق الحدیثۃ للطباعۃ والنشر۔ معجم کبیر طبرانی، حمدی عبدالمجید السّلفی: ۱۲۲۰۱، ج: ۱۱، ص: ۳۹۳، مکتبہ ابن تیمیۃ، القاہرہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بیس رکعات نماز (تراویح) اور وتر پڑھاتے تھے۔

''عن عطاء قال : أدركت الناس وهم يصلون ثلاثاً و عشرين ركعة بالوتر '' (مصنف ابن شیبۃ، تحقیق: أبی محمد اسامہ بن ابراہیم بن محمد، کتاب جامع الصلاۃ، کم یصلي في

رمضان من رکعۃ؟:۷۷۶۱۔ج:۳۔ص:۳۵۵،الفاروق الحدیثۃ للطباعۃ والنشر۔

حضرت عطاء کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو تیئیس رکعت نماز وتر کے ساتھ پڑھتے ہوئے پایا۔

"**عن الحارث :أنه كان يؤم الناس في رمضان بالليل بعشرين ركعة و يوتر بثلاث و يقنت قبل الركوع**" (مصنف ابن شیبۃ،تحقیق:أبی محمد اسامہ بن ابراہیم بن محمد،کتاب جامع الصلاۃ،کم یصلي في رمضان من رکعۃ؟:۷۷۶۸۔ج:۳۔ص:۳۵۵،الفاروق الحدیثۃ للطباعۃ والنشر۔

حضرت حارث سے منقول ہے کہ وہ رمضان کی رات میں لوگوں کو بیس رکعت (تراویح) کی امامت کرتے تھے اور تین رکعت وتر اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھاتے تھے۔

"**عن عبد العزيز بن رفيع قال : كان أبى بن كعب يصلى با لناس في رمضان با لمدينة عشرين ركعة و يو تر بثلاث**"(مصنف ابن شیبۃ،تحقیق:أبی محمد اسامہ بن ابراہیم بن محمد،کتاب جامع الصلاۃ،کم یصلي في رمضان من رکعۃ؟:۷۷۶۷۔ج:۳۔ص:۳۵۵،الفاروق الحدیثۃ للطباعۃ والنشر۔

حضرت عبدالعزیز بن رفیع فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب مدینہ منورہ میں لو گوں کو رمضان شریف میں بیس رکعت (تراویح) اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں:

"**عن ابى هريرة قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يُرغِّب في قيام رمضان من غير أن يأمرهم فيه بعزيمة ، فيقول : "من قام رمضان ايماناً و احتساباً غفرَ له ما تقدم من ذنبه" فتُوُفِّيَ رسول الله صلى الله عليه وسلم والأمر علىٰ ذلك ، ثم كان الأمر علىٰ ذلك في خلافة أبى بكر، و صدراً من خلافة عمر علىٰ ذلك**"(بخاری،کتاب صلاۃ التراویح،باب فضل من قام رمضان:۲۰۰۹۔صحیح مسلم،کتاب صلاۃ المسافرین،باب الترغیب في قیام رمضان وھو التراویح:۱۷۸۰(۷۵۹)واللفظ لہ)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام رمضان (تراویح) کی ترغیب دیتے، وجوب کا حکم نہیں۔ آپ فرماتے جو شخص رمضان کی راتوں میں نماز تراویح پڑھے اور وہ ایمان کے دوسرے تقاضوں کو بھی پورا کر رہا ہو اور ثواب کی نیت سے یہ عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک یہی عمل رہا، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلافت کے زمانہ میں بھی یہی رہا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی دور خلافت میں بھی یہی عمل رہا۔

خلیفہ راشد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت ہی چہیتے صحابی کہ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "**لو كان نبيٌ بعدي لكان عمر بن الخطاب**" (مسند احمد: ۱۷۴۰۵۔ ترمذی، کتاب المناقب، باب: قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: لوکان نبی بعدی...: ۳۶۸۶ واللفظ لہ۔ طبرانی کبیر: ۸۲۲۔ ج: ۱۷) نے انصار و مہاجرین صحابہ کرام کے مشورہ سے اس عمل (تراویح) کو باضابطہ مقرر فرما دیا کیونکہ اب فرضیت کا خطرہ وحی کا سلسلہ ختم ہو جانے کی وجہ سے ختم ہو چکا تھا (تفصیل کے لئے مؤطا امام مالک، فتاوی ابن تیمیہ جلد ۲۲، ص: ۲۳۴۔ نماز پیمبر للشیخ محمد الیاس الفیصل مدینہ منورہ وغیرہ کتب کا مطالعہ کر سکتے ہیں) اس وقت سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین اور اسلافِ امت کا بتدریج تسلسل کے ساتھ بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھنے کا معمول رہا ہے۔

اس لئے تمام مسلمانوں کو رمضان شریف جیسے متبرک مہینے میں ایسی بابرکت نماز کو پوری پڑھنی چاہئے اور پورا پورا ثواب حاصل کرنا چاہئے کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ آیا آنے والا سال کا رمضان اور اس کی برکتیں ہم کو مل پائے کہ نہ مل پائے۔

نماز جنازہ

نماز جنازہ وہ نماز ہے جو مرنے والے کے متعلقین اور عام مسلمان پڑھتے ہیں اور اس میں مرنے والے کے لئے دعا کرتے ہیں۔نماز جنازہ پڑھنے کی حدیث شریف میں بڑی فضیلت آئی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من شهد الجنازة حتى يصلى عليها فله قيراط ، ومن شهدها حتى تدفن فله قيراطان،قيل : و ما القيراطان ؟ قال: مثل الجبلين العظيمين ''(صحیح البخاری،کتاب الجنائز،باب من انتظر حتی تدفن:۱۳۲۵۔صحیح مسلم،کتاب الجنائز،باب فضل الصلاۃ علی الجنازۃ واتباعہا:۲۱۸۹(۹۴۵) واللفظ لہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی جنازہ میں حاضر ہوا یہاں تک کہ نماز جنازہ ادا کی تو اس کیلئے ایک قیراط ثواب ہے اور جو اس کے دفن تک موجود رہا اس کے لئے دو قیراط ثواب ہے،عرض کیا گیا: دو قیراط کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو بڑے پہاڑوں کی مانند۔

''عن كريب مولىٰ ابن عباس ،عن عبد الله بن عباس :أنه مات ابنٌ له بقُدَيد أو بعسفان ، فقال : يا كريب ، انظر ما اجتمع له من الناس ، فقال : فخرجت فاذا ناس قد اجتمعوا له ، فأخبرته ، فقال : تقول هم أربعون ؟ قال : نعم، قال : أخرجوه ، فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : ''مامن رجل مسلم يموت فيقوم على جنازته أربعون رجلاً ، لا يشركون بالله شيئاًالا شفّعهم الله فيه ''(صحیح مسلم،کتاب الجنائز،باب من صلی علیہ اربعون،شفّعوا فیہ:۱۲۹۹(۹۴۸))

حضرت عبداللہ بن عباس کے آزاد کردہ غلام حضرت کریب حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے بارہ میں روایت کرتے ہیں کہ مقام قدید یا مقام عسفان میں (کہ جو مکہ مکرمہ کے قریب جگہیں ہیں) ان کے صاحب زادے کا انتقال ہوا (اور جنازہ تیار ہوا) تو انھوں نے کہا: کریب، جا کر دیکھو کہ نماز جنازہ کیلئے کتنے لوگ جمع ہو گئے ہیں؟ حضرت کریب کہتے ہیں کہ میں (یہ دیکھنے

کیلئے) نکلا تو میں نے دیکھا کہ کافی لوگ جمع ہو چکے ہیں، میں نے واپس آ کر حضرت عبداللہ بن عباس کو بتایا (کہ بہت کافی لوگ جمع ہو گئے ہیں) حضرت ابن عباس نے فرمایا: تمہارے خیال میں ان لوگوں کی تعداد چالیس ہوگی؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: تو پھر جنازہ (نماز کیلئے) باہر نکالو، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب کوئی مسلمان مرے اور اس کے جنازہ کی نماز ایسے چالیس آدمی پڑھیں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوں تو اللہ تعالیٰ میت کے حق میں ان لوگوں کی شفارش قبول کرتا ہے۔

نماز جنازہ کا طریقہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی نماز پڑھی اور اس میں رکوع اور سجدہ نہیں کیا نیز اس نماز میں گفتگو کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے، اس میں صرف چار تکبیرات ہیں اور سلام پھیرنا ہے۔

صحیح بخاری میں ہے:

''قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم :... ''صلوا علی النجاشی'' سماها صلاةً ليس فيها ركوع و لا سجود و لا يُتكلم فيها ، و فيها تكبير و تسليم'' (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب سنۃ الصلاۃ علی الجنازۃ)

صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز جنازہ کا طریقہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

''عن سعيد بن ابی سعيد المقبُري عن أبيه أنه سأل أبا هريرة، كيْف يُصَلِّي علی الجَنَازِةِ؟ فقال أبو هريرة : أنا لَعَمْرُ اللّه ،أخْبرُكَ اتَّبِعُها من أهلِها، فاذا وُضعَت كبَّرتُ و حَمدتُ اللّه و صليت علی نبِيِّه ،ثم أقول: اللهم عبدُك و ابن عبدِك . . ...'' (موطا امام مالک تحقیق محمد مصطفیٰ الاعظمی، کتاب الجنائز، باب مایقول المصلی علی الجنازۃ: ۵۷۷۔ ج:۲، ص:۳۱۹)

حضرت سعید کے والد نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ نماز

جنازہ کیسے پڑھتے ہیں؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بخدا میں تمہیں بتاتا ہوں۔ میں اس کے گھر سے اس کے ساتھ چلوں گا، جب جنازہ رکھدیا جائے تو میں تکبیر کہہ کر حمد وثنا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھوں گا: اللھم عبدک وابن عبدک....

پہلی تکبیر:

پہلی تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر باندھ لے اور ثنا (**سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَ جَلَّ ثَنَاءُکَ وَ لآ اِلٰہ غَیْرُکَ**) پڑھے۔

دوسری تکبیر:

ثنا پڑھنے کے بعد دوسری تکبیر کہے امام اور مقتدی سب ہاتھ باندھے رہیں، اوپر نہ اٹھائیں:

''**أن ابن عباسؓ کا ن یرفع یدیه في التکبیرة الاولی، ثم لا یرفع بعد، و کان یکبر أربعاً ، روی ذلک عن ابن مسعودؓ مثل ذلک** ''(مصنف عبدالرزاق، کتاب الجنائز، باب رفع الیدین فی التکبیر علی الجنائز: ۶۴۶۱۔۶۴۶۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے وہ نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے بعد میں نہیں اور کل چار تکبیریں کہتے تھے۔اور یہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی ہے۔

اور تکبیر کے بعد درود شریف پڑھے۔

تیسری تکبیر:

حمد وصلوۃ کے بعد اب تیسری تکبیر کہے اور اس کے بعد میت کے لئے دعا کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ پر یہ دعا پڑھتے تھے:

''**اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَا ئِبِنَا وَ صَغِیْرِنا وَ کَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثَانَا، اَللّٰھُمَّ مَنْ أَحْیَیْتَه مِنَّا فَأَحْیِهِ عَلَی الْاِسْلَام وَ مَنْ تَوَفَّیْتَه مِنَّا**

فَتَوَفَّہ عَلَی الْاِیْمَان ‘‘(مصنف عبدالرزاق، کتاب الجنائز، باب القراءة والدعاء في الصلاة على الميت: ۶۵۱۸۔ ترمذی، ابواب الجنائز، باب مايقول في الصلاة على الميت: ۱۰۲۴۔ واللفظ له)

اے اللہ ہمارے زندوں اور مردوں کو بخش دے، ہمارے حاضر و غائب کو بخش دے، ہمارے چھوٹوں اور بڑوں کو بخش دے، ہمارے مردوں اور عورتوں کو بخش دے، اے اللہ تو ہم میں سے جس کو بھی زندہ رکھے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو موت دے تو ایمان کی حالت میں موت دے۔

نابالغ میت کی دعا:

’’عن الحسن أنه كان اذا صلى على الطفل ، قال : " اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا أَجْراً‘‘ (مصنف عبدالرزاق، کتاب الجنائز، باب الدعاء على الطفل: ۶۶۹۲)

حضرت حسن سے مروی ہے کہ جب وہ کسی بچہ کی جنازہ پڑھتے تو کہتے: اے اللہ تو اس کو ہمارے لئے پیش رو بنا، اے اللہ تو اس کو ہمارے لئے اجر بنا۔

اگر میت نابالغ بچہ ہو تو یہ دعا پڑھے:

’’اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَ اجْعَلْهُ لَنَا اَجْراً وَّ ذُخْراً وَ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَّ مُشَفَّعاً‘‘ اگر بچی ہو تو یہ دعا پڑھے:

’’اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطاً وَ اجْعَلْهَا لَنَا اَجْراً وَّ ذُخْراً وَ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً‘‘

چوتھی تکبیر:

اسکے بعد چوتھی تکبیر کہے اور سلام پھیر دے۔ (مصنف عبدالرزاق، کتاب الجنائز، باب القراءة والدعاء في الصلاة على الميت: ۶۵۳۵)

تمت بالخیر

مراجع:

۱ قرآن کریم

۲ تفسیر روح المعانی

۳ تفسیر رازی

۴ تفسیر احکام القرآن

۵ مسند احمد، تحقیق ارنؤوط، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الاولیٰ ۲۰۰۱۔

۶ مسند الامام الشافعیؒ تحقیق: الدکتور ماہر یاسین الفحل ۔غراس للنشر والتوزیع، کویت، الطبعۃ الأولیٰ ۲۰۰۴۔

۷ صحیح البخاری ۔موسوعۃ الکتب الستۃ، دار السلام للنشر والتوزیع، الطبعۃ الرابعۃ: ۲۰۰۸ء

۸ صحیح مسلم ۔موسوعۃ الکتب الستۃ، دار السلام للنشر والتوزیع، الطبعۃ الرابعۃ: ۲۰۰۸ء

۹ سنن ابوداؤد ۔موسوعۃ الکتب الستۃ، دار السلام للنشر والتوزیع، الطبعۃ الرابعۃ: ۲۰۰۸ء

۱۰ سنن ترمذی ۔موسوعۃ الکتب الستۃ، دار السلام للنشر والتوزیع، الطبعۃ الرابعۃ: ۲۰۰۸ء

۱۱ سنن نسائی ۔موسوعۃ الکتب الستۃ، دار السلام للنشر والتوزیع، الطبعۃ الرابعۃ: ۲۰۰۸ء

۱۲ سنن ابن ماجہ ۔موسوعۃ الکتب الستۃ، دار السلام للنشر والتوزیع، الطبعۃ الرابعۃ: ۲۰۰۸ء

۱۳ بیہقی، تحقیق عبدالقادر عطا، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الثالثۃ ۲۰۰۳ء

۱۴ فتح الباری، صاحب السمو الملکی الأمیر سلطان بن عبدالعزیز آل سعود، تحقیق عبدالقادر شیبۃ الحمد ۔۲۰۰۱ء۔

۱۵ فتح الباری، مطبوعہ دار السلام الریاض

۱۶ مصنف ابن ابی شیبۃ، تحقیق: أبی محمد اسامۃ بت ابراہیم، الفاروق الحدیثۃ للطباعۃ والنشر، قاہرہ الطبعۃ الأولیٰ ۲۰۰۸ء

۱۷ مصنف عبدالرزاق، تحقیق ودراسۃ، مرکز البحوث وتقنیۃ المعلومات۔

دار التاصیل، الطبعۃ الثانیۃ ۲۰۱۶

۱۸ معجم کبیر للطبرانی، حمدی عبد المجید السلفی، مکتبہ ابن تیمیۃ، القاہرہ

۱۸ الترغیب والترہیب للمنذری

۱۹ شرح معانی الآثار، الدار، الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۹۴ء

۲۰ مستدرک حاکم، صنعہ: راجی رحمات، دار المعرفۃ، بیروت، ۲۰۰۶م

۲۱ مسند ابو یعلی، تحقیق: حسین سلیم اسد، دار الثقافۃ العربیۃ، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۹۹۲ء

۲۲ مسند ابن حبان، تحقیق: محمد علی سونمز، الص آي دمیر وزارۃ الأوقاف والشؤون الاسلامیۃ دولۃ قطر۔ الطبعۃ الأولی ۲۰۱۲۔

۲۳ زاد المعاد في ہدي خیر العباد، تحقیق، شعیب أرنؤوط، مؤسسۃ الرسالۃ، لبنان، الطبعۃ الثالثۃ ۱۹۹۸ء

۲۴ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، تحقیق: عبد اللہ محمد الدرویش، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان۔ ۲۰۱۰ء

۲۵ موطا امام مالک، تحقیق: محمد مصطفی الأعظمی، ط: مؤسسۃ زاید بن سلطان آل نہیان للأعمال الخیریۃ والانسانیۃ ابوظبی۔ الطبعۃ الاولیٰ ۲۰۰۴ء۔

۲۶ تاریخ جرجان لحافظ بن یوسف السہمی، تحت مراقبہ: الدکتور معید خان، عالم الکتب، الطبعۃ الرابعۃ ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۷م)

ڈاکٹر محمد ضیاء الدین مظاہری
کرامت کی چوکی، کریلی
الہ آباد
۲۱رجب المرجب ۱۴۴۴ھ
۱۳رفروری ۲۰۲۳ء۔ دوشنبہ

SALATUR RASOOL

Taleef : Dr. Mohammad Ziauddin Mazahiri

"یہ حقیقت یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح فقہی مسائل اجتہادی ہیں اسی طرح احادیث پر صحت، حسن اور ضعف وغیرہ کا حکم بھی مجتہد فیہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث پر حکم لگانے میں ائمہ محدثین کے درمیان اختلافات پائے جاتے ہیں، کوئی ایک حدیث کو صحیح قرار دے کر حجت تسلیم کرتا ہے اور دوسرا اس کی تضعیف کر کے نا قابل احتجاج قرار دیتا ہے، پھر احادیث کی صحت وضعف وغیرہ کا مدار سلسلۂ رواۃ پر ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام بخاریؒ وغیرہ محدثین کے اساتذہ وشیوخ سے بھی مقدم ہیں، چنانچہ ان تک احادیث صحت کے ساتھ پہنچیں اور انھوں نے ان پر عمل کیا، یہ اصول مسلمات میں سے ہے کہ مجتہد کا کسی حدیث سے استدلال کرنا خود اس حدیث کے قابل استناد ہونے کی دلیل ہے۔ لہٰذا کسی حدیث کا صحاح ستہ وغیرہ میں نہ ہونا اس حدیث کے نا قابل احتجاج ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ یہ اصول پیش نظر نہ ہونے کی وجہ سے لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ چند مختصر معروضات بھی ذہن میں رکھی جائیں تو بہت سی گتھیاں سلجھ جائیں گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔"

مفسر قرآن حضرت مولانا **سید محمد غیاث الدین** صاحب دامت برکاتہم العالیہ

ILHAAM PUBLICATIONS
Lalita Park, Laxmi Nagar, Delhi-110092

ISBN 81-92543-99-4
9788192543994

₹80.00